U7270

– MAZMOON KUTB KHANA ESKANDERIYA.

– Murattiba Shibli Nemani.

– Matba Mufeed Aam (Agra).

– 1894

– 76

–

مضمون

کتب خانہ اسکندریہ

جسمین اصول روایت و درایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہو کہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہی محض غلط ہو — اس مضمون مین علاوہ انگریز مورخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے اقوال سے استناد کیا گیا ہی اور جن وجوہ سے ابتک ممالک یورپ مین یہ غلطی چلی آتی تہی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہی —

مرتبہ

شبلی نعمانی

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی قادر علیخان صوفی

سنہ ۱۸۹۲ عیسوی

مضمون

کتب خانۂ اسکندریہ

پر

جسمین اصول روایت و درایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہے کہ کتب خانۂ اسکندریہ کے جلانیکا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہی محض غلط ہی ۔ اس مضمون مین علاوہ انگریز مورخون کے جرمن و فرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے اقوال سے استناد کیا گیا ہی اور جن وجوہ سے ابتک ممالک یورپ مین یہ غلطی چلی آتی تھی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کر دی گئی ہی ۔

مرتبہ

شبلی نعمانی

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی فدا علیخان صوفی

سنہ ۱۸۹۲ عیسوی
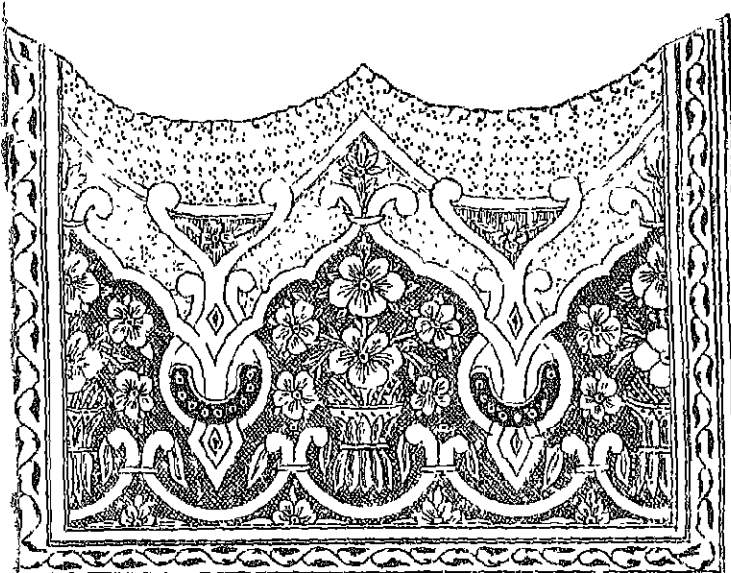
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجملہ اون افسوسناک غلطیون کے جو یورپ مین اسلامی تاریخ کے متعلق کسی زمانہ مین پیدا ہوگئی تہین اور ابتک قائم ہین ایک واقعہ یہی ہی۔

اگرچہ ایک زمانہ دراز سے یورپ کو مسلمانون کے حالات سے واقف ہونیکے ذریعے حاصل ہین لیکن موجودہ علم تاریخ کی ابتدا جس دور سے شروع ہوتی ہی وہ کروسیڈ یعنی صلیبی لڑائیان ہین۔ اس زمانہ مین یورپ نے مسلمانون کو جس حیثیت سے جانا اور پہچانا وہ صرف یہہ حیثیت تہی کہ مسلمان جنگجو ہین۔ غارتگر ہین۔ وحشی ہین۔ اور سب سے بڑہکر یہہ کہ قاتل صلیب اور عیسائیون کے قبلہ (بیت المقدس) کے دشمن ہین۔

یہی زمانہ یورپ کی تمدنی ظلمت سے نکلنے کا بھی زمانہ ہی۔ کیونکہ جیسا کہ اکثر مورخون۔

اور رفتہ رفتہ نا قابل بیان حد تک ترقی کی جسکے بعد صرف ابوالفرج پٹریارک کا تذکرہ باقی رہجاتا ہے
ابوالفرج نے سریانی زبان مین ایک نہایت بسیط تاریخ لکھی جسکا ماخذ سریانی ۔ عربی ۔ فارسی
اور یونانی کتابین تھین ۔ اس بڑی کتاب کا اوسنے عربی زبان مین ایک خلاصہ لکھا جسکا نام
مختصر الدول ہی اور جسکو ڈاکٹر پوکاک پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ۱۶۶۳ء مین لاطن ترجمہ کے
ساتھہ چھاپا ۔ اس خلاصے کے مختلف نسخے ہین اور سب ناکامل ہین اور بعض واقعات اصل
سریانی کتاب سے زائد ہین ۔ یہہ امر مشتبہ ہی کہ یہہ زائد واقعات خود ابوالفرج نے بڑہائے یا
کسی اور نے الحاق کیئے ۔

ابوالفرج کی مختصر الدول

یہی خلاصہ ہی جسمین سب سے اول اسکندریہ کے کتبخانہ جلائے جانیکے واقعہ کا ذکر کیا گیا
ہی اور اسی کے لاطن ترجمہ کے ذریعہ سے تمام یورپ مین یہ روایت پہنچی ۔ مسٹر گبن اپنی تاریخ مین
لکھتے ہین کہ "جب سے ابوالفرج کی تاریخ لیٹن مین ترجمہ ہوکر دنیا مین شائع ہوئی یہہ قصہ بار بار
منقول ہوا ہی" واشنگٹن اروِنگ، وارتہر گلین ایم اے و مسٹر کرچٹن اور بہت سے یورپین
مصنفین نے صاف تصریح کی ہی کہ یورپ مین یہ روایت ابوالفرج کے ذریعہ سے پہونچی ۔
یہہ زمانہ یورپ کی نہایت تعصب اور جہالت کا زمانہ تھا اور اسلیئے وہان مسلمانون کے متعلق
تمام اس قسم کی روایتین صحیح ہون یا غلط فورًا قبول کر لیجاتی تھین جن سے مسلمانونکی نسبت
نفرت انگیز خیالات پیدا ہون ۔ غرض یورپ کے ہر حصہ مین یہہ واقعہ مشہور ہو گیا اور نہایت
تیزی سے وہ یورپین لٹریچر کا عنصر بنگیا ۔ اس واقعہ کو جس عبارت مین ابوالفرج[1] نے لکھا ہی

[1] دیکھو تاریخ مختصر الدول مصنفہ ابوالفرج مطبوعہ لندن ۱۶۶۳ء صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ ۔

اوسکا لفظی ترجمہ یہہ ہی۔

سا اوس زمانہ مین مصریون مین یحیی نحوی جو ہماری زبان مین غرماطیقوس کے لقب سے ملقب ہو کر مشہور ہوا وہ اسکندریہ کا رہنے والا تہا اور یعقوبی عیسائیون کا عقیدہ رکہتا تہا اور سادرس کے عقیدہ کی تائید کرتا تہا۔ پہر عیسائیون کے عقیدہ تثلیث سے منکر ہوا۔ اسپر مصر مین تمام پادری جمع ہوئے اور اوس سے درخواست کی کہ اس عقیدہ سے باز آئے اوسنے نہ مانا۔ اسپر پادریون نے اوسکا رتبہ گہٹا دیا۔ وہ بہت دنون تک زندہ رہا۔ یہانتک کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا۔ وہ عمرو کے پاس حاضر ہوا عمرو اوسکی لیاقت سے واقف ہو چکا تہا اسلیئے اوسنے اوسکی بہت عزت کی اور اوس سے وہ فلسفیانہ بحثین سنین جس سے اہل عرب کبہی آشنا نہ تہے۔ عمرو کے دل پر ان بحثون نے بہت اثر کیا اور وہ اوسپر فریفتہ ہو گیا عمرو عاقل۔ خوش فہم۔ صحیح الفکر شخص تہا اسلیئے اوسنے یحیی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا تہا۔

ابو الفرج کی اصل عبارت کا ترجمہ

ایک دن یحیی نے عمرو سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام قسم کی چیزون پر آپ قابض ہین سو جو چیزین کہ آپکے کام کی ہین مین اونسے تعرض کرنا نہین چاہتا لیکن جو چیزین آپکے کام کی نہین اونکے تو ہمین لوگ زیادہ مستحق ہین۔ عمرو نے کہا تمکو کیا درکار ہی۔ یحیی نے کہا فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی کتب خانون مین ہین۔ عمرو نے کہا اس امر کی نسبت مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کی اجازت کے بغیر کوئی حکم نہین دے سکتا۔ عمرو نے یحیی کی درخواست کی اطلاع عمر بن الخطاب کو دی۔ وہان سے جواب آیا کہ جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہی اگر وہ خدا کی کتاب کے موافق ہین تو خدا کی کتاب کے ہوتے اونکی کوئی ضرورت نہین اور اگر اونکے مضامین۔ خدا کی کتاب کے مخالف ہین تو تم اونکو برباد کرنا شروع کرو"۔ عمرو بن العاص نے اون کتابونکو

اسکندریہ کے حمامون مین تقسیم کرنا اور اونکو جلوانا شروع کیا۔ پس وہ چھہ مہینے کی مدت مین جلکر
تمام ہوئین۔ سو جو کچھہ ہوا اوسکو سنو اور تعجب کرو۔"

سب سے پہلے گبن نے اس واقعہ سے انکار کیا۔

یہہ واقعہ اسی طرح برابر تسلیم ہوتا آتا تھا اور کسیکو اوسکی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک
نہ آیا۔ سب سے پہلے مشہور مورخ گبن نے جو تاریخ کے طرز خاص کا بانی ہی۔ اس واقعہ کو
تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ مین اس واقعہ کی اصلیت اور اوسکے نتائج دونون کے
انکار کیطرف مائل ہون"۔ گبن نے اپنے انکار کی مختلف وجہین قائم کین جنمین سے ایک یہہ
ہی کہ ابو الفرج واقعہ مبحوث فیہ سے پانسو برس بعد پیدا ہوا اور اوسکے سوا کسی اور مورخ حتی
کہ خود عیسائی مورخون نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا۔ اسلیے ابو الفرج کی شہادت
کیونکر معتبر ہو سکتی ہی۔ گبن کے اس انکار کے بعد یورپ خواب غفلت سے چونکا اور متعدد
علما اوسکی تحقیق مین مصروف ہوے۔ اگرچہ گبن کے بعد اس واقعہ کے متعلق دو فریق
موافق و مخالف قائم ہو گئے لیکن چونکہ اسقدر عموما مسلم تھا کہ پہلی صدی ہجری مین اسلام کے
متعلق یورپ مین کوئی تصنیف نہین لکھی گئی اور یہی وجہ ہی کہ آنحضرت اور خلفاے راشدین
کے حالات مین آج تک یورپ مین جسقدر تاریخین لکھی گئین یا لکھی جا رہی ہین عموما اسلامی
تصنیفات سے ماخوذ ہین۔ اسلیے خود اوس فریق کو بھی جو اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا تھا

اہل یورپ اس واقعہ کی روایت کو صرف عربی تاریخون سے خود بتاتے ہین

عربی ہی تاریخونکی طرف رجوع کرنا پڑا۔ مسٹر کرہیٹن جنھون نے گبن کے انکار پر نہایت غصہ ظاہر
کیا اپنی کتاب تاریخ اسلام مین لکھتے ہین۔ "اگر یہہ واقعہ صرف اوس جاہل شخص (ابو الفرج) کے
بیان پر جسنے چھہ سو برس کے بعد اس واقعہ کو تحریر کیا مبنی ہوتا تو ہمکو آزمایش کی غرض (ابو الفرج)

سکے بیان کے تسلیم کرنے مین تامل ہوتا لیکن یہہ واقعہ صرف اونکی سند پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے مصر کی تاریخ قدیم پر تصنیفات لکہی ہین اس واقعہ کو بیان کیا ہی۔ مسٹر گبن نے نہایت انصاف کے ساتھہ علانیہ اسکا اعتراف کیا ہی وہ لکہتے ہین کہ "جہانتک مجھے یاد ہی یہہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا مذکور ہوا ہی"۔

اس امر کے طی ہو جانیکے بعد کہ اس واقعہ کا ماخذ جو کچہہ ہی صرف عربی تاریخین ہین ہمکو اس بحث کا فیصل کرنا نہایت آسان ہی کیونکہ عرب کی تصنیفات سے واقف ہو جانیکا استحقاق یورپ کی بنسبت ہمکو زیادہ ہی و صاحب البیت ادری بما فیہا۔ گہر کا حال گہر کا آدمی خوب جانتا ہی۔

یورپین مصنفین جنہون نے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی سند مین عبد اللطیف بغدادی کا مقریزی۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی اور کہا ہی کہ "یہہ مورخین نہایت معتبر ہین اور انکی شہادت سے انکار نہین کیا جا سکتا"۔ مین نے جہانتک دیکہا اور پڑہا یورپ نے ہمیشہ انہی مورخین کا نام لیا ہی۔ ایک ناواقف انگریز نے ابن خلدون کا بہی حوالہ دیا ہی اور جہوٹ سے شرم نہ کر کے لکہا ہی کہ "ابن خلدون نے حضرت عمر کے حالات مین یہہ روایت بیان کی ہی"۔ لیکن ابن خلدون کی تاریخ ایک عام اور مشہور کتاب ہی حضرت عمر کی تمام تاریخ مین اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بہی مذکور نہین غرض ابن خلدون کے علحدہ کرنیکے بعد صرف تین مذکورۂ بالا مصنفین پر اس روایت کا مدار رہ جاتا ہی۔ اب ہم مورخانہ اصول سے اس روایت کی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین جسکے ذیل مین ہم یہہ بہی دکہاینگے کہ یورپین مورخین نے ان مصنفون سے استناد کرنے مین

کسقدر تدلیس اور فریب سے کام لیا ہے۔

واقعات تاریخی کے ثابت کرنیکے دو طریقے ہین — روایت — درایت — روایت سے یہہ مطلب ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسکی سند اوس شخص تک اوپہنچائی جائے جو خود اوس واقعہ مین موجود رہا ہو۔ عرب کی تمام مستند تاریخین اسی اصول پر لکہی گئی ہین اور یہی وجہ ہی کہ اون مین اخبرنا وحدثنا کے ذریعہ سے سند کا تمام سلسلہ ذکر کیا جاتا ہی اور اون تمام راویون کا نام لیا جاتا ہی جنکے ذریعہ سے واقعہ کی سند اوس شخص تک پہونچتی ہی جو خود اوس واقعہ مین شریک تہا — چوتہی صدی تک اسلامی تاریخون کا یہی طرز رہا اور گو زمانہ مابعد مین اوسکا رواج کم ہو چلا لیکن گذشتہ تین صدیون کے واقعات مین ابتک اسکا لحاظ ہی یعنی اوس زمانہ کے اونہی واقعات کا اعتبار کیا جاتا ہی جو سلسلہ سند کے ساتہہ ثابت ہون —

درایت سے یہہ غرض ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسپر اس لحاظ سے غور کیجائے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا — زمانہ کی خصوصیتون منسوب الیہ کے حالات — اور اس قسم کے اور قرائن کے ساتہہ مطابقت رکہتا ہی یا نہین ہی — اگر وہ واقعہ اس معیار پر پورا نہین اترتا تو اوسکی صحت مشتبہ ہوگی یعنی احتمال ہوگا کہ روایت کے تغیرات نے واقعہ کی صورت بدل دی ہی۔

اس واقعہ کی تحقیق مین بہی ہمکو انہی دو اصول سے کام لینا چاہیے —

اس واقعہ کی تحقیق روایت کے لحاظ

چونکہ اس بحث مین مقدمہ کے دو فریقون مین سے ایک نافی اور دوسرا مثبت ہی اور چونکہ اس قسم کے مقدمات مین بار ثبوت ہمیشہ اوس فریق پر ہوتا ہی جو ثبوت کا مدعی ہی اس لیئے اول ہمکو اون شہادتون پر غور کرنا چاہیے جو واقعہ کے اثبات مین پیش کیجاتی ہین — ہمکو جہانتک

معلوم ہی (اور ہم دعوی کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص اس بحث مین اس سے زیادہ ثابت نہین کرسکتا) یورپ کے تمام مصنفین جو اس دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اونکی دلیل وروایت کی حیثیت سے صرف اسقدر ہی کہ اس واقعہ کو عبدالطیف بغدادی ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہی اب امور تنقیح طلب یہہ ہین کہ کیا ان مصنفون نے اس واقعہ کے متعلق ایسا کوئی بیان کیا ہی جو شہادت مین پیش ہوسکتا ہی؟ اور کیا اس واقعہ کے متعلق اونکی شہادت کافی ہی؟ یورپ کے مورخین جو اس واقعہ کے مدعی ہین فریب آمیز طور پر بار بار عبداللطیف ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی ۔ اور جنکو انکار ہی وہ ان مصنفو نکی شہادت کو قابل اعتبار نہین سمجھتے اور اس طریقہ بحث نے اون یورپین مورخون کی فریب آمیزی پر پردہ ڈال رکھا ہی کیونکہ بحث اسپر محدود ہوگئی کہ عبداللطیف وغیرہ قابل سند ہین یا نہین حالانکہ پہلی یہہ تحقیق ضروری تہی کہ عبداللطیف وغیرہ نے کوئی شہادت بہی دی ہی یا نہین

پہلی ضروری بحث یہہ ہی کہ کیا ان تینون مصنفون کا بیان (جنکا بار بار نام لیا جاتا ہی) تین جداگانہ شہادتین ہین؟ مقریزی کی تاریخ مطبوعہ مصر ہماری پیش نظر ہی اوسنے جلد اول صفحہ ۱۵۱ مین عمود السواری کے بیان مین جو اسکندریہ کا ایک مشہور منارہ ہی عمود السواری کے لفظ سے عنوان قائم کیا ہی اور حرف بحرف وہ عبارت نقل کردی ہی جو اس مینار کے ذکر مین عبداللطیف نے لکہی تہی عبداللطیف کی تحریر مین محض ضمنی طور پر اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر آگیا تہا چونکہ مقریزی نے حرف حرف عبداللطیف کی عبارت نقل کی ہی اسلیئے کتبخانہ کے متعلق جو عبارت ہی وہ بہی اوسیطرح منقول ہوگئی ہی ۔ اسی بنا پر سیسو لانگل نے جو فرانس کا

مشہور عالم ہی مجبوراً تسلیم کیا ہی کہ مقریزی کا بیان کوئی مستقل شہادت نہین بلکہ صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی+ سیدیو لانگل کتبخانہ اسکندریہ کی بحث مین ہماری مخالف ہی لیکن اونکو مجبوراً یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہی - جن یورپین مورخون نے مقریزی کی اصل کتاب نہین دیکہی وہ ایمان بالغیب کے طور پر بار بار مقریزی کا نام لیتے ہین لیکن سیدیو لانگل ایسا نہین کر سکتا تھا کیونکہ اوس نے مقریزی کی کتاب کو خود پڑہا تہا - مقریزی نے اپنی کتاب مین اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکھا ہی لیکن کتبخانہ کے متعلق ایک حرف بہی نہین لکھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ واقعہ مذکورہ کو تاریخی واقعات کی فہرست مین شمار نہین کرتا -

مقریزی کے خارج ہونیکے بعد دو نام رہ جاتے ہین عبد اللطیف و حاجی خلیفہ - حاجی خلیفہ کا ذکر اگرچہ اکثر یورپین مورخون نے کیا ہی لیکن اوسکی خاص عبارت کا حوالہ نہین دیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو اونکا دعوی غالباً کمزور ہو جاتا - ہم پروفیسر ڈساسی کے (جو ایک مشہور فرنچ مصنف ہین اور جو بڑے زور و شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین) ممنون ہین جنہون نے اس راز کو ظاہر کر دیا ہی اور حاجی خلیفہ کی عبارت نقل کر دی ہی جسکے اصلی الفاظ یہ ہین -

فكانت العرب في صدر الاسلام لا تعتني بشي من العلوم الا بلغتها ومعرفة احكام شريعتها وصناعة الطب فانها كانت موجودة	اہل عرب شروع اسلام مین تمام علوم مین سے بجز لغت و احکام شریعت و طب کے کسی علم کے طرف توجہ نہین کرتے تہے صرف یہ علوم لوجہ عام حاجت کے

+ دیکھو پروفیسر ڈساسی کا نوٹ ترجمہ تاریخ عبد اللطیف بغدادی صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۰ء

عند افراد منهم لحاجة الناس طرّاً اليها
وذلك منهم صونا لقواعد الاسلام
وعقائد اهله عن تطرق الخلل من
علوم الاوائل قبل الرسوخ والاحكام
حتى يروى انهم احرقوا ما وجدوا من
الكتب فى فتوحات البلاد

بعض لوگون کے پاس موجود تھے۔ اور اسکا سبب تھا کہ
چونکہ اسلام کے قواعد اور لوگونکے عقائد کے مضبوط و راسخ
نہین ہوچکے تھے اسلیے ڈر تھا کہ قدما کے علوم سے اونمین
خلل نہ پیدا ہو۔ یہان تک کہ بیان کیا جاتا ہی کہ
اون لوگون نے شہرون کے فتوحات مین جو کتابین
پائین وہ جلادین۔

اس عبارت مین اسکندریہ کا تو ذکر تک نہین عام طور پر کتابوں کے جلانیکا ذکر کیا ہی اور وہ
بہی یروی کے لفظ سے جو ظاہر کرتا ہی کہ وہ ایک عامیانہ روایت ہی۔ اس عبارت کے
طرز اور نظام سے ہرگز نہین پایا جاتا کہ مصنف اس واقعہ کو واقعہ مسلمہ قرار دیتا ہی۔ حاجی خلیفہ شروع
زمانہ اسلام کی عدم اعتنا کا ذکر بیان کرتا ہی اور اوسکے ذیل مین ایک عامیانہ روایت کو اوسی عامیانہ
حیثیت سے ذکر کرجاتا ہی۔ اسکی بالکل ایسی مثال ہی کہ جس طرح کوئی کہے کہ نپولین نے مصر مین اسلامی
افسری کا دعوی کرنا چاہا اور اسکے لیے بڑے جال پہیلائے یہان تک کہ کہتے ہین کہ اوسنے
جامع ازہر مین کلمہ توحید پڑہا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑہی۔ یہہ طرز بیان کا ایک عام طریقہ ہی
کہ ایسے موقعون پر ایک مقرر یا مضمون نگار ضعیف سے ضعیف روایت کا بہی ذکر کرجاتا ہی۔
غرض خاص کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا دعوی۔ حاجی خلیفہ کی طرف منسوب کرنا۔
ایسی تعجب انگیز جرات ہی جو یورپین مؤرخون کے سوا اور کسی سے نہین ہوسکتی۔
اب صرف عبد اللطیف بغدادی کی شہادت باقی رہ گئی۔ اور درحقیقت یورپین مؤرخون

کا اخیر سہارا ابھی عبد اللطیف ہی ہے۔ اونکی حقیقت یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے مصر کی ایک تاریخ لکہی ہی جسکا نام کتاب الافادة والاعتبار فی الامور المشاهدة والحوادث المعائنة بارض مصر یہہ کتاب اوسنے ۱۰ شعبان ۶۰۰ ہجری مین تمام کی اور اوسکا موضوع صرف وہ حالات و واقعات ہین جو عبد اللطیف نے خود مصر مین مشاہدہ کیے۔ اسمین ایک موقع پر عمود السواری کے لفظ سے ایک عنوان قائم کیا ہی اوسکے تمام حالات بیان کیے ہین اور لکہا ہی کہ اس ستون کے گرد چار سو اور چہوٹے چہوٹے ستون تہے۔ یہ حالات لکہتے لکہتے اخیر مین ضمناً یہہ عبارت لکہی ہی۔

ویذکر ان هذا العمود من جملة اعمدة کانت تحمل رواق ارسطاطالیس الذی کان یدرس به الحکمة وانه کان دار علم وفیه خزانة کتب حرقها عمرو بن العاص باشارة عمر بن الخطاب	اور کہا جاتا ہی کہ یہ ستون منجملہ اون ستونون کے ہی جنپر چہت قائم تہی جو ارسطو کا رواق تہا اور جہان ارسطو حکمت کا درس دیا کرتا تہا اور یہہ کہ وہ دار العلم تہا اور اوس مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے اشارہ سے جلا دیا۔

عبد اللطیف کی اصل عبارت

اس عبارت سے ہر شخص سمجہ سکتا ہی کہ عبد اللطیف نے اس واقعہ کو کس حیثیت سے ذکر کیا ہی عبد اللطیف کا یہ تمام قول یذکر کے تحت مین ہی جس سے کسی طرح ظاہر نہین ہو سکتا کہ وہ اس واقعہ کو خود خانہ حیثیت سے لکہتا ہی یا اوسکو تسلیم کرتا ہی مسٹر کرہل جرمنی اپنے ضمیمہ مین عبد اللطیف کا قول نقل کرنیکے بعد لکہتے ہین "یہ بیان محض علیٰ سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے خاص کوئی غرض نہین معلوم ہوتی۔ کسی خاص

اصل واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ محض ایک مشہور بات کا اعادہ کر دینا ہی جسکو اوس زمانہ
کے سیاحون نے بارہا کیا ہی اور یہہ من قبیل اوسی قسم کی غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات
کی ہی جو زمانۂ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تھے۔
ایک مزے کی بات یہہ ہی کہ عبد اللطیف نے چونکہ بازاری گپون کا ذکر کیا ہی اسلیے
اس جملہ مین جتنے واقعات بیان کیئے اتفاق سے سب غلط تھے - نہ یہہ مقام ارسطو کا
رواق تھا نہ ارسطو نے کبھی وہان درس دیا ایک مضمون نگار نے جسنے اسپیکٹیٹر
مورخہ ۱۳ رجون مین اس مضمون پر ایک بحث لکھی ہی عبد اللطیف کے بیان کی غلطی پر
عجیب لطف سے استدلال کیا ہی - وہ کہتا ہی کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو ایک طرف
عبد اللطیف نے اسکے ساتھہ اور جو واقعات بیان کیئے وہ کونسے سچ ہین !!!

یہہ ہی حقیقت اون سندون اور روایتون کی جن پر یورپین مورخون نے چھاونی
چھا رکھی ہی - ان مصنفون نے اس بحث مین جس قسم کی تدلیس سے کام لیا ہی حقیقت
مین وہ نہایت تعجب انگیز ہی - عبد اللطیف وغیرہ کی جو اصل عبارتین ہمنے نقل کی ہین اونسے
ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہی کہ مقریزی نے خود اس واقعہ کو نہین بیان کیا بلکہ عمود السواری
کے ذکر مین عبد اللطیف کی عبارت نقل کر دی ہی جسمین ضمناً کتب خانہ کا بھی ذکر تھا
حاجی خلیفہ نے اسکندریہ کا نام تک نہین لیا البتہ عام طور پر کتب خانون کا ذکر کیا ہی اور
وہ بھی **یذکر** کے تحت مین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کوئی مصدقہ روایت نہین -
لیکن یورپین مورخون نے عبد اللطیف وغیرہ کا نام ہمیشہ اس حیثیت سے لیا ہی کہ گو یا

یورپین مورخون کی تدلیس اور فریب دہی -

انہون نے اس واقعہ کی صحت کا دعوی کیا ہو اور اسپر کوئی مستقل مضمون لکہا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے اپنے نوٹ مین لکہا ہی کہ "جو اعتراضات ابوالفرج کے بیان پر کیے جاتے ہین اون مین یہہ نہایت قوی اعتراض خیال کیا جاتا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین"۔ اسکے بعد پروفیسر ڈساسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ "لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبداللطیف و مقریزی کی شہادت کے بعد گہٹ جاتا ہی" لطف یہہ ہی کہ اسی عبارت کے بعد پروفیسر موصوف لکہتے ہین کہ "اگرچہ لوگون کو اس کہنے کا موقع حاصل ہی کہ مقریزی کا قول صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی"۔

مسٹر کریچن لکہتے ہین کہ "یہہ واقعہ صرف سند مذکورۂ بالا (یعنی ابوالفرج کا بیان) پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبداللطیف نے جنہون نے قدیم تاریخ مصر پر تصنیفات لکہین اس واقعہ کا بیان کیا ہی"۔

پروفیسر وایٹ نہایت بلند آہنگی سے فرماتے ہین کہ "ہم گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرینگے جو ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا اور دونون مذہب اسلام کے نہایت متعصب پیرو ہین اس سے عبداللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہو جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کے ذکر ہی مین ہمزبان نہین ہین بلکہ ٹہیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانۂ مذکور قائم تہا"۔

پروفیسر وایٹ نے اس موقع پر کس چالاکی سے کام لیا ہی۔ عبد اللطیف نے ایک ستون کے ذکر مین ضمناً افواہی طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہی پروفیسر وایٹ اسکو اس قالب مین ڈہال لیتے ہین جس سے ایک ناواقف شخص کو یہہ گمان ہو گا کہ عبد اللطیف نے مستقل طور پر اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی اور صرف اصل واقعہ کو ثابت نہین کیا بلکہ واقعہ کا موقع و محل بہی متعین کر دیا!!!

اگرچہ یورپ کے اکثر مؤرخون نے جو اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین۔ صرف انہین تینون یعنی عبد اللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ۔ پر استناد کا مدار رکھا ہی اور ہمنے اس موقع پر انہین مصنفون سے بحث کی لیکن بعض یورپین مصنفون نے تدلیس (مخفی فریب) کے میدان مین اَورون سے بڑہکر قدم رکھا ہی اور فریب آمیز طور پر ظاہر کیا ہی کہ اس واقعہ کی تائید کے لیئے اَور بہی متعدد شہادتین موجود ہین۔ مسٹر کریڈٹن صاحب اپنی کتاب کے حاشیہ مین فرماتے ہین کہ "بیرن ڈساسی نے اپنے ایک لمبے نوٹ مین جو اوسنے عبد اللطیف کے ترجمہ پر لکہا ہی (مصر کا بیان صفحہ ۲۴۴) عربی مصنفون کی کتابون سے مختلف شہادتین جمع کی ہین جو پیرس کے شاہی کتب خانہ مین موجود ہین اور ان شہادتون سے ابو الفرج کا بیان قابل اعتبار ثابت ہوتا ہی لیکن معلوم گبن نے ان تصنیفات کو نہین دیکہا تہا"۔

اس عبارت سے ایک ناواقف اور خصوصاً وہ جسکو یورپین مصنفون کے ساتہہ عام خوش اعتقادی ہو بالکل دہوکہ مین آجائیگا اور یقین کر لیگا کہ پیرس کے عظیم الشان کتبخانہ

مین مشہور اس واقعہ کے لیئے بہت کچھ مادہ موجود ہوگا۔ نہ تمام یورپ مین ایسا غلط واقعہ کیونکر مشہور ہو سکتا تھا۔

لیکن ہمارے ناظرین کو پیرس کے پرشوکت نام سے مرعوب نہونا چاہیئے۔ ڈساسی کا نوٹ اور وہ کتابین جنکا اونھون نے حوالہ دیا ہی ہمارے سامنے ہین بیشبہہ ڈساسی نے اس واقعہ کو بڑے زور شور سے ثابت کرنا چاہا ہی لیکن افسوس ہی کہ جو زور اونکی طبیعت مین ہی وہ دلائل مین نہین۔ ہم اس موقع پر اونکی پوری تحریر کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہین۔

"ابو الفرج نے اپنی تاریخ خاندان عرب مین عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت جو واقعہ بیان کیا ہی اوس مین متعدد مشہور مصنفون نے شک کیا ہی۔ جو کچھ کہ اس واقعہ پر لکھا گیا ہی۔ اوسکے بیان کرنے اور اوسکی حیثیت کے اندازہ کرنے مین ایک بڑی بحث ضرور ہونی چاہیئے۔

وہ دلیلین جنکی بناپر یہ شکوک کیئے گئے ہین اوس جرمن مباحثہ مین مل سکتی ہین جسکو Meh Ronnha e' نے ۱۷۹۲ء بمقام Gottingen چھاپا تھا اور اون ریمارکون مین جو اسکندریہ کے قدیم کتب خانون کے متعلق ہین جنکو M. de Saint Croix نے میگزین انسائکلوپیڈیا سال پنجم صفحہ ۴۳۳ مین درج کیا ہی۔ سیو لانگلی M. Langles اور وائٹ White عام خیال کی حمایت کرتے ہین لیکن ابو الفرج کے مبالغہ آمیز بیان کو قبول نہین کرتے۔

ابو الفرج کے بیان پر جو اعتراضات کیئے گئے ہین اون مین یہ اعتراض قوی خیال کیا گیا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین۔ لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبد اللطیف و مقریزی

کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہی اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ظاہرا مقریزی کا وہ فقرہ جیسا کہ مسیو لانگل نے نشان دیا ہی صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔

مین نہین چاہتا کہ اون بیارکون سے جنکو کہ مین بیان کرونگا ایک ایسے عالم مصنف (مسیو لانگل مراد ہی) کے ساتھہ میدان مبارزت مین آؤن جسکی مین تہ دل سے نہایت عزت او محبت رکھتا ہون لیکن مین نے چند اور نئی خاص سندین پیدا کی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ یہہ واقعہ جسطرح کہ ابوالفرج نے بیان کیا ہی گو اوسمین ایسی تفصیلین ہین جونکتہ چینی کی نسبت نہین کر سکتین تاہم یہہ صحیح ہی کہ وہ ایک تاریخی سچائی پر مبنی ہی اور یہہ کہ عربون نے جب یہہ شہر فتح کرلیا تہا تو عمرو بن العاص نے عمرؓ کے فرمان کے مطابق یہ حکم دیا تہا کہ ایک مجموعہ جسمین بہت سی کتابین تہین اور جو اسکندریہ مین تہا آگ پر رکھدیا جائے"۔

اسکے بعد پروفیسر ڈساسی نے حاجی خلیفہ اور مقدمہ ابن خلدون کی عبارت نقل کی ہی اور اوس سے کتبخانہ اسکندریہ کے واقعہ پر استدلال کیا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے جو نئی خاص سندین پیدا کین اونکے دیکھنے کا ہمکو نہایت شوق تہا مگر افسوس کہ وہ کچہہ نہ نکلین۔ پروفیسر موصوف نے پیرس کے اتنے بڑے عظیم الشان کتبخانہ کو چہانکر صرف دو سندین مہیا کین۔ ایک تو وہی حاجی خلیفہ کی عبارت جسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہین۔ دوسری مقدمہ ابن خلدون کا ایک فقرہ جسمین ایک موقع پر ضمناً اور اجمالاً ایران کے کتبخانہ کا ذکر آگیا ہی۔ یہہ بھی عجیب منطق ہی کہ اسکندریہ کے کتبخانہ کے جلائے جانیکا دعوی کیا جائے اور دلیل مین ایران کا نام لیا جائے۔ اگرچہ ابن خلدون کا یہہ قول بالکل غلط اور تمام صحیح او مستند تاریخون کے خلاف ہی لیکن ہم اس مقام پر اوس سے بحث نہین کرتے کیونکہ ہمارا مضمون اسکندریہ کے کتبخانہ پر ہی نہ ایران پر۔

شاید یہہ کہا جاسکے کہ یہہ وقیعہ [illegible] ان کے قول کو تائید میں شہادت
مین پیش کیا ہو۔ لیکن اوس سے یہہ مقصد بہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اوس سے اگر کوئی نتیجہ
نکلتا ہی تو یہہ نکلتا ہی کہ اسکندریہ کا واقعہ بالکل بے اصل ہو ورنہ جسطرح ایران کا واقعہ ابن
خلدون نے بیان کیا تہا کوئی نہ کوئی عربی مورخ اسکندریہ کے واقعہ کا بہی اوسی حیثیت سے
ذکر کرتا۔ حالانکہ عربی کی سیکڑون ہزارون تاریخون مین سے ایک مین بہی اوسکا پتہ نہین چلتا
عبداللطیف و مقریزی کی اصل عبارت جو ہم نے نقل کی وہ تو کسی طرح شہادت مین
پیش نہین کی جاسکتی لطف یہہ ہی کہ خود ابوالفرج جو اس بحث مین ہمارا مدعا علیہ ہی اوسنے بہی
اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہین لکہا جس سے ثابت ہو کہ وہ یقینا اوسکو تسلیم کرتا تہا
اور صحیح سمجہتا تہا۔ ابوالفرج کی اصلی تاریخ جو سُریانی زبان مین ہی اور جس مین فتح اسکندریہ کا
حال تفصیلا مذکور ہی اوس مین اس واقعہ کا ذکر تک نہین۔ البتہ اوس تاریخ کا خلاصہ جو عربی
زبان مین ہی اوس مین یہہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے مذکور ہی لیکن اوس خلاصہ کی
نسبت کافی اطمینان نہین ہی کہ جو بیانات اوس مین اصل سُریانی تاریخ پر اضافہ کیے گئے ہین
وہ درحقیقت ابوالفرج ہی کے ہین یا کسی اور نے الحاق کر دیا ہی۔ مسٹر گریل جرمنی اس
خلاصہ کی نسبت لکہتے ہین کہ اُسمین بہت سی ایسی چیزین ہین جو اصل سُریانی مین نہین۔
اور یہہ امر کہ آیا یہہ مقامات زمانہ مابعد کے الحاق ہین یا خود ابوالفرج نے اونکو بڑہایا ہی بخوبی
معلوم نہین ہوتا کیونکہ اوس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین۔ یہہ واقعہ کتب خانہ اسکندریہ
کے جلائے جانیکا جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا۔ اُس عبارت کے

الحاقی ہونیکا گمان اس سے زیادہ قوی ہوجاتا ہی کہ اس عربی خلاصہ کو پروفیسر پوکاک نے
اپنے اہتمام و تصحیح سے چھپوایا ہی اور اونکو مسلمانون کے خلاف واقعات گڑھ لینے مین
نہایت کمال حاصل تہا۔

یہہ تمام بحث تو اس لحاظ سے تہی کہ عبداللطیف و حاجی خلیفہ نے اس واقعہ کے
متعلق کوئی شہادت دی بہی ہی یا نہین۔ لیکن بطریق تنزل اگر ہم یہان بہی لین کہ درحقیقت
ان مصنفون نے اوسکو صحیح تسلیم کیا ہی تو دوسری بحث یہہ پیدا ہوتی ہی کہ اس امر کے متعلق
ان مصنفونکی شہادت قابل اعتبار ہی یا نہین۔ عبداللطیف بغدادی ۵۵۵ھ ہجری مین
پیدا ہوا اور حاجی خلیفہ کو تو دو سو برس سے زیادہ نہین گذرے کون شخص کہہ سکتا ہی
کہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو پہلی صدی ہجری کے شروع مین واقع ہوا ہو وہ شہادت
معتبر ہوسکتی ہی جسکو اون لوگون نے بیان کیا ہو جو اصل واقعہ کے پانسو برس بعد
پیدا ہوے اور جسکی اون لوگون نے نہ کوئی سند بیان کی ہو نہ کوئی حوالہ دیا ہو۔

عبداللطیف و حاجی خلیفہ کا تاریخ مین کیا رتبہ ہی۔

ہمکو ان مصنفونکی نسبت یہہ بہی دیکھنا ہی کہ فن تاریخ مین ان کو کیا رتبہ حاصل ہی کیونکہ
یورپین مورخون نے اس موقع پر بہی تدلیس سے کام لیا ہی۔ وہ بڑے بڑے شاندار
لفظون مین حاجی خلیفہ اور عبداللطیف کی تعریف کرتے ہین اور لکہتے ہین کہ اونکی عظمت
وشان کے لحاظ سے اونکا قول ضرور تسلیم کے قابل ہی۔ یورپین مصنفون کے اس فریب
کی پردہ دری کے لیئے صرف ایک مختصر سا سوال کافی ہی۔ ہم بہی تسلیم کرتے ہین کہ عبداللطیف
وحاجی خلیفہ بڑے پایہ کے مصنف ہین مگر سوال یہہ ہی کہ کس فن مین؟ عبداللطیف نے

بہت بڑا طبیب تھا۔ طب میں اوسکی متعدد تصنیفات موجود ہین۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا میں اوسکا مفصل تذکرہ لکھا ہی جس سے اوسکی طبی معلومات اور عظمت شان کا اندازہ ہوسکتا ہی۔ لیکن کیا اوسکو کسی نے مورخ کہا ہی؟ کیا اوسنے اپنی تالیف مین کہین فن تاریخ کا تذکرہ کیا ہی۔ اگر یہہ نہین ہی تو تاریخی واقعات مین اوسکی عظمت شان کس کام آئیگی۔ فارابی و بوعلی سینا کے حوالے سے اگر کوئی تاریخی واقعہ لکھا جائے تو کس حد تک اعتبار کے قابل ہوگا۔

حاجی خلیفہ نے بے شبہہ کشف الظنون نہایت مفید کتاب لکھی ہی لیکن وہ کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہی بلکہ اسلامی تصنیفات کی فہرست ہی۔ اسکے سوا حاجی خلیفہ کا کوئی کارنامہ ہمکو معلوم نہین۔ تاریخ مین نہ اوسکی کوئی کتاب ہی نہ کسی نے اوسکو مورخون مین شمار کیا ہے۔ حقیقت یہ ہی کہ ہمارے مخالفون کے لیئے یہہ نہایت شرم کی جگہہ ہی کہ اونکو ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کے لیئے جو بخیال اونکے چہہ مہینے تک قائم رہا۔ اسلام کی سیکڑون ہزارون تصنیفات مین سے کہین کوئی سہارا ہاتہہ نہ آئے اور مجبوری اونکو ایک طبیب اور فہرست نگار کے سایئے مین پناہ لینی پڑے۔

واقعہ مفروضہ کے غلط ہونیکا دعوی اور نفی کے دعوی کا طرز ثبوت

یہانتک ہمنے جو بحث کی وہ اس حیثیت سے تہی کہ ہمنے مخالفین کو مدعی قرار دیا تہا۔ کیونکہ اصول مناظرہ کی رو سے درحقیقت وہی مدعی ہین۔ لیکن اس سے بڑھکر ہم خود مدعی بنتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہہ کتب خانہ برباد نہین ہوا اور نہ کبھی مسلمانون نے اوسکو برباد کیا۔ لیکن پہلے یہہ سمجھہ لینا چاہیئے کہ جو دعوی نفی کی

صورت مین کیا جاتا ہی دو سکے لیے روایۃً و درایۃً استدلال کا کیا طریقہ ہی مثلاً اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ فلان واقعہ فلان عہد مین نہین ہوا۔ تو اسکی دلیل روایت کے لحاظ سے صرف یہہ ہوگی کہ اوس عہد کے متعلق علم و واقفیت کے جسقدر ذریعہ ہین اون سے اوس واقعہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔ اور درایت کے لحاظ سے یہہ کہ تمام قرائن اور شہادتین اوس واقعہ کے ثبوت کے خلاف ہین۔ انہی وجوہ استدلال کے لحاظ سے ہم دعوی کرتے ہین کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانون کے ہاتھ سے ہرگز برباد نہین ہوا۔

اسلام کی ابتدائی تاریخین

اسلام مین تصنیف و تالیف کی ابتدا سنہ ۱۴۳ھ سے ہوئی اور اسی زمانہ مین تاریخ کی سب سے پہلی کتاب محمد بن اسحق نے لکھی جو آنحضرت کے حالات مین ہی۔ اسکے بعد اور مصنفین نے عام تاریخین لکھین جنمین خلفاے راشدین کی فتوحات و واقعات تفصیل سے مذکور ہین اس دور کی تصنیفات مین سے آج جو موجود ہین یا جنکا نام و نشان معلوم ہی یہ ہین۔

فتوح البلدان بلاذری۔ بلاذری۔ خلیفہ متوکل باللہ کے عہد مین تھا۔ اس تاریخ مین اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتھ بیان کیئے ہین۔

تاریخ یعقوبی۔ یعنی تاریخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب العباسی یہہ مصنف نہایت قدیم مصنف ہی اور مامون الرشید کے درباریون کا ہمعصر ہی اوسنے یہ تاریخ سنہ ۲۵۹ہجری تک لکھی ہی اور غالباً اس سنہ مین وہ موجود تھا۔ یہ کتاب دو جلدون مین ہی اور سنہ ۱۸۸۳ء مین بمقام لیدن چھاپی گئی۔

تاریخ ابو حنیفہ دینوری۔ لیدن مین چھاپی گئی ہی۔

تاریخ کبیر ابو جعفر محمد طبری ہی - یہہ تاریخ اگرچہ مذکورہ بالا تاریخون سے کسی قدر زمانہ بعد لکھی
گئی ہی کیونکہ اسکے مصنف نے سنہ ۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۹۲۲ء مین وفات پائی ہی لیکن
اوسنے تمام واقعات سنہ بسنہ متصل سند کے ساتھہ لکھے ہین اور ہر روایت مین تمام راویون کے
نام بیان کر دیے ہین - یہہ کتاب تمام اون روایتون کا مخزن ہی جو تاریخ اسلام کے
متعلق آج موجود ہین یا کبھی موجود تھین - اور اس لحاظ سے یہہ کہنا صحیح ہی کہ تین صدی تک کے
متعلق جو معتد بہ واقعہ اس کتاب مین نہین ہی وہ داخل تاریخ نہین - یہہ ایک نہایت ضخیم
کتاب ہی اور اوسکی ۱۳ جلدین ہالنڈ مین چھپ چکی ہین اور متعدد جلدین اور باقی ہین -
ابن الاثیر و ابن خلدون جنکی تاریخین نہایت معتبر خیال کی جاتی ہین وہ تاریخ طبری ہی
کا خلاصہ ہین اور خود ان مورخون نے اسکا اعتراف کیا ہی - ان تاریخون کے سوا تاریخ
اسلام کے متعلق اور بھی بہت سی کتابین لکھی گئین لیکن قدیم واقعات کی نسبت اون سبکا
ماخذ یہی چند کتابین ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور یہہ صریح طور پر خود اون کتابون کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہی -

ان کتابون کے سوا مصر و اسکندریہ کے خاص حالات مین بہت سی کتابین لکھی
گئین انمین سے جس قدر ہم دریافت کر سکے یہہ ہین خطط مصر لابی عمر الکندی المتوفی
سنہ ۲۴۶ھ کشف الممالک لابن شاہین المتوفی سنہ ۳۸۵ھ تاریخ مصر لعبد الرحمن الصدفی المتوفی
سنہ ۳۴۷ھ تاریخ مصر لمحمد بن برکات النحوی المتوفی سنہ ۵۲۰ھ اتعاظ المتامل الی سنہ ۵۶۲ھ
تاریخ مصر لمحمد بن عبد اللہ المتوفی سنہ ۳۲۳ھ - تاریخ مصر للقفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ تاریخ مصر

تاریخ[8] مصر لقطب الدین الحلبی المتوفی سنہ ۷۳۵ھ – تاریخ[9] مصر لیحیی الحلبی المتوفی سنہ ۷۴۰ ہجری
الانتصار[10] لابن دقماق المتوفی سنہ ۸۰۹ھ – عقود[11] الجواہر – نزہۃ الناظرین – الدرۃ[12] المضیئۃ –
اشرف[13] الطرف – نزہۃ[14] السنیۃ – تفریج[15] الکربۃ – فرائد[16] السلوک – بدائع[17] الزہور – تحفۃ[18] الکرام
باخبار الاہرام – اعلام[19] بمن ولی مصر فی الاسلام – تاریخ[20] مصر لابراہیم بن وصیف – جواہر[21] البحور
مختار[22] للقضاعی – النقط[23] المعجم – الروضۃ[24] البہیۃ – المواعظ[25] والاعتبار للمقریزی – جواہر[26] الالتقاط
اتعاظ[27] الحنفاء – نجوم[28] الزاہرۃ – تاریخ[29] مصر لابن عبد الحکم – اگرچہ یہہ تمام کتابیں آج نہیں ملتیں
لیکن زمانہ مابعد کی متعدد تصنیفات ایسی موجود ہیں جن میں تمام قدیم کتابوں کی روایتیں
جمع کردی گئی ہیں مثلاً حسن المحاضرۃ سیوطی جسکے دیباچہ میں خود سیوطی نے لکھا ہے کہ میں نے
اٹھائیس تاریخیں دیکھیں اور ان سے یہ کتاب طیار کی – سب سے مفصل اور بسیط مواعظ والاعتبار
بذکر الخطط والآثار ہے جو مقریزی کی تصنیف ہے اور جس میں مصر و اسکندریہ کے متعلق ایک ایک
جزئی واقعہ کا استقصا کیا گیا ہے –

یہہ تمام معتبر کتابیں جنکا ذکر اوپر ہوا اور جنکے سوا اوس زمانے کے حالات کے دریافت
کرنیکا کوئی ذریعہ نہیں ہے – ان میں سے کسی کتاب میں واقعہ مبحوث فیہ کا مطلق پتہ نہیں
چلتا – ان کتابوں میں اور خصوصاً طبری و فتوح البلدان بلاذری و حسن المحاضرہ و خطط
والآثار للمقریزی – میں اسکندریہ کی فتح کے نہایت تفصیلی حالات مذکور ہیں لیکن
کتب خانہ کا ذکر تک نہیں –

یہہ کتابیں تو وہ ہیں جن میں اس واقعہ کو (اگر وہ واقع ہوتا) مستقل طور پر مذکور ہونا چاہیے

تھا لیکن جن تصنیفات میں ضمنی اور اتفاقی طور پر اسکا تذکرہ آسکتا تھا اونمیں بھی واقعہ مفروضہ کا کہیں پتہ نہیں چلتا مثلاً حکما اور طبیبوں کے حالات میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اور جنمیں یحیی النحوی کا ذکر عموماً کیا جاتا ہی۔ چنانچہ ابو الفرج نے یہ فرضی قصہ جو گڑھا تو اسی یحیی النحوی کے تذکرہ میں گڑھا اور یوں بیان کیا کہ یحیی نے عمرو بن العاص سے کتب خانہ کے لیئے درخواست کی تھی جسکے جواب میں عمرو نے حضرت عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ کے جلانیکا حکم دیا۔ یحیی طبیب اور فلاسفر تھا اور عربی زبان میں اوسکی تمام کتابیں ترجمہ کی گئیں اس لیئے عربی تاریخیں جو حکما اور اطبا کے حالات میں ہیں اونمیں یحیی کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہی۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا۔ اور ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں یحیی کے تمام حالات و واقعات اور اوسکی تصنیفات کے نام لکھے ہیں۔ اور یہہ بھی لکھا ہی کہ وہ عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوا اور عمرو نے اوسکی بہت کچھہ عزت کی۔ ابن الندیم کے خاص الفاظ یہہ ہیں۔

ولما فتحت مصر علی یدی عمرو بن العاص دخل الیہ واکرمہ ورای لہ موضعا۔	یعنی جب مصر عمرو بن العاص کے ہاتھہ سے فتح ہوا تو یحیی عمرو کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکی عزت و تکریم کی۔

ان تمام تصریحات کے ساتھہ کتب خانہ کا کہیں ذکر نہیں جس سے علانیہ اس واقعہ کا بالکل بے اصل ہونا پایا جاتا ہی۔

ان تصنیفات کے علاوہ اور قسم کی تصنیفات مثلاً جغرافیوں۔ سفرناموں بیوگرفیوں سیروں میں اس واقعہ کا ذکر ضمناً آسکتا تھا لیکن ان موقعوں میں اوسکا نام و نشان تک نہیں۔

سچ یہہ ہی کہ اگر یہہ دعوی کیا جاے تو بالکل سچ ہی کہ عبد اللطیف کی عبارت کے سوا جسکی حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے کل اسلام کا لٹریچر اس واقعہ کے ذکر سے خالی ہی!!
اس سے زیادہ اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی کیا دلیل ہوگی؟

عیسائی قدیم تاریخون کا سکوت

اس سے بڑھکر یہہ کہ خود عیسائی قدیم تاریخون مین اوسکا پتہ نہین۔ یوٹکس المتوفی سنہ ۹۴۰ء جو دسوین صدی عیسوی مین اسکندریہ کا بطریق تہا اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال تفصیل سے لکہا ہی۔ اسیطرح المکین جو واقعہ مفروضہ کے تین سو برس بعد تہا یعنی ابو الفرج سے دو سو برس پہلے اوسنے تاریخ مصر خود مصر مین رہکر لکہی اور اسکندریہ کی فتح کے حالات نہایت تفصیل سے لکہے لیکن اون دونون کتابون مین واقعہ مفروضہ کے متعلق ایک حرف بہی مذکور نہین۔ یہہ دونون مصنف متعصب عیسائی تہے جنکی نسبت مسلمانون کے ساتہہ کسی قسم کی بیجا طرفداری کا گمان نہین ہوسکتا۔ اسکے ساتہہ محقق اور علم دوست تہے اور اونکی نگاہ مین اتنے بڑے بڑے علمی سرمایہ کا ضائع ہونا کوئی معمولی بات نہین ہوسکتی تہی۔ مصر کے قیام اور ذاتی شوق کی وجہ سے مصر کے حالات کے متعلق اونکے وسائل معلومات نہایت وسیع تہے ان باتون کے ساتہہ ان دونون مورخون کا واقعہ مبحوث فیہ کے متعلق ایک حرف نہ لکہنا صریح اسبات کی دلیل ہی کہ اوسکی کچہہ اصلیت نہ تہی چنانچہ انصاف پسند یورپین مصنفون مثلاً گبن۔ کریل۔ نے اس واقعہ کے بے اصل ہونیکے لیے عموماً اس سے استدلال کیا ہی۔

اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی ایک نہایت قوی دلیل یہہ ہی کہ جس کتبخانہ کا جلایا

جاتا بیان کیا جاتا ہی وہ اسلام کے دور سے پہلے ہی برباد ہو چکا تھا۔ اسکی حقیقت یہہ ہی کہ یہہ کتب خانہ شاہان مصر نے جو بت پرست اور بت سے خداؤن کے ماننے والے تھے قائم کیا تھا۔ جب مصر مین عیسائیت کا دورہ ہوا تو عیسائی بادشاہون نے تعصب مذہبی کی وجہ سے ان کتابونکی بربادی شروع کی اور اونکے اس ارادہ کو پادریون نے اور بہی اشتعال دیا۔

کتب خانہ مذکور اسلام سے پہلے برباد ہو چکا تہا۔

چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے نامور مصنفون اور مورخون کو تسلیم کرنا پڑا کہ یہہ کتب خانہ اسلام سے پہلے برباد ہو چکا تہا۔ موسو رنیان جو فرانس کا ایک مشہور عالم ہی اوسنے ایک دفعہ یونیورسٹی مین اس عنوان پر لکچر دیا تہا "اسلام اور علم"۔ یہہ لکچر ایک رسالہ کی صورت مین بمقام پرس سنہ ۱۸۸۳ء مین چھپا ہی۔ اگرچہ یہہ لکچر مسلمانوں کے برخلاف نہایت تعصب آمیز تہا یعنی اوسمین نہایت شد و مد سے یہ ثابت کیا تہا کہ اسلام اور علم کبھی جمع نہین ہو سکتے تاہم اس متعصب شخص نے کتب خانہ اسکندریہ کے متعلق یہ الفاظ کہے۔ "اگرچہ یہ بار بار کہا گیا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ اسکندریہ کو برباد کرا دیا لیکن یہہ صحیح نہین۔ کتب خانہ مذکور اس زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو چکا تہا"۔

اس شاہی کتب خانہ کی تفصیلی کیفیت مسٹر کریل نے اپنے مضمون مین لکہی ہی اور اوسکے عہد بعہد کی بربادی کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہی لیکن چونکہ مسٹر کریل کا مضمون ہمارے رسالے کے اخیر مین بطور ضمیمہ شامل ہی اسلیے ہم اوسکو یہان نقل نہین کرتے۔ اس کتب خانہ کا برباد ہونا ایسا یقینی امر ہی جس سے وہ یورپین مورخین بہی

بہی انکار نہین کرسکتے جو اس واقعہ کے اثبات کے درپے ہین - مسٹر ڈریپر اپنی کتاب مین
لکھتے ہین کہ جولیس سیزر نے نصف سے زیادہ کتابین جلادی تہین اور اسکندریہ کے
[illegible] نے نہ صرف قریباً کل باقی کتابون کے منتشر ہونیکی اجازت دی بلکہ اپنی نگرانی
مین اونکو منتشر کرایا - اوروسیس صاف بیان کرتا ہی کہ بتیس سال بعد اس واقعہ کے
تہیوفلس نے شہنشاہ تہیوڈوسس سے تحریری اجازت کتب خانہ مذکور کی بربادی
کی حاصل کی تہی - مین نے اوسکی الماریان اور خانے خالی دیکھے"۔

چونکہ اس کتب خانہ کی بربادی یقینی امر تہا اس لیئے مخالفون نے ایک اور فریب
سے کام لیا یعنی یہ دعوی کیا کہ عمرو نے جو کتب خانہ تباہ کیا وہ شاہی کتب خانہ نہ تہا
بلکہ سراپیم کا کتب خانہ تہا چنانچہ اسپکٹیٹر کے مضمون نگار نے ابوالفرج کی حمایت مین سراپیم
ہی کے کتب خانہ کا حوالہ دیا ہی - لیکن یہہ توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ ہی کیونکہ
ابوالفرج نے اپنی تاریخ مین جہان یہ لکہا ہی کہ یحیی نحوی نے عمرو بن العاص سے ان
کتابونکے لیئے درخواست کی وہان صاف یہہ الفاظ لکہے ہین - کتب الحکمۃ التی ہی
فی خزائن الملوکیۃ - یعنی فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی خزانون (کتب خانون) مین ہین [illegible]
لیکن اگر ہم تسلیم بہی کرلین کہ یہ حکایت سراپیم ہی کے کتب خانہ کی نسبت ہی تاہم ہمارے ان
مخالفون کو یہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ سراپیم کا کتبخانہ فتح اسکندریہ کے وقت موجود تہا
بلکہ برخلاف اسکے یہ ثابت ہوگا کہ کتب خانہ مذکور کل یا قریب کل کے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا
مسٹر گبن لکہتے ہین کہ سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی بلا یا

سراپیم کے کتب خانہ کا ذکر

مین پڑا ہوا ہی۔ یہہ نامعلوم ہو کہ سراپیم کا معبد جسمین سے دو کتب خانہ متعلق تھا
تھیوڈوسیس کے عہد مین ۳۹۱ء مین گرجا بنا دیا گیا تھا لیکن یہہ امر کہ آیا اس تبدیل
کیوقت وہ کتبخانہ وہان موجود تھا یا ضائع ہو گیا تھا یا آیا قسطنطنیہ کو منتقل ہو گیا
تھین مطلق ثابت نہین ہوتا۔ یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین
قیاس ہی کیونکہ تھیوڈوسیس ثانی نے جو کتبخانہ پانچوین صدی عیسوی مین قسطنطنیہ قائم کیا
وہ زیادہ تر مصر و ایشیاے کوچک کی کتابون سے تیار ہوا تھا۔

مسیو سانٹیہو فرانسیسی نے یہہ تسلیم کر کے کہ کتب خانہ مخروط قیصر اسیم مین تھا لکھا ہی
کہ کسی ہمعصر مورخ نے اس واقعہ (یعنی عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو برباد کرنا) کو بیان
نہین کیا لیکن اگر وہ صحیح بھی ہوتا ہم وہ صرف معدودے چند کتابون سے متعلق ہوگا
کیونکہ اوس کتبخانہ کے حصے سنہ ۴۹ء مین سیزر کے عہد مین اور تھیوڈوسیس کے
عہد مین برباد ہو چکے تھے"۔

واقعہ مفروضہ کی تحقیق اصول درایت سے

اب ہم اصول درایت کے معیار سے اس واقعہ کی صحت و عدم صحت کا اندازہ
کرنا چاہتے ہین۔ واقعہ مذکورہ کو ابوالفرج (جو اس فرضی قصہ کا موجد اول ہی) نے
جن خصوصیتون کے ساتھہ بیان کیا ہی وہ تو اسقدر لغو ہین کہ عموماً تمام یورپین محققین
موافق ہون یا مخالف۔ اوسکو افسانہ باطل سمجھتے ہین۔ پروفیسر ڈساسی جنہون
نے بڑے زور شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی تسلیم کیا ہی کہ ابوالفرج کے
بیان مین جو تفصیلین ہین صحیح نہین۔ برٹش انسائکلوپیڈیا کے لکھنے والون نے

بہی اوسکی ہنسی اوڑائی ہے۔ اور درحقیقت ایک کتبخانہ کا حماموں مین جنکی تعداد چار ہزار تہی
تقسیم کیا جانا اور چہہ مہینہ تک کتابون کا جلتا رہنا اور ایندہن کے کام آنا افسانہ کے
سوا اور کیا ہوسکتا ہی؟ ابوالفرج نے اگرچہ مصر کے تمام حماموں کی تعداد نہین بتائی
لیکن یہہ صحیح طور پر معلوم ہی کہ وہ چار ہزار تھے۔ اس لیے حماموہاے مصر اور چار ہزار
کی تعداد کو لازم وملزوم سمجہنا چاہیئے جیسا کہ اکثر یورپین مورخون نے سمجہا ہی۔ اب اگر
دیکہا جاے کہ اربعہ متناسبہ کی روسے فی حمام ہر روز کیا تعداد پڑتی ہی تو معلوم ہوگا کہ
ہر روز فی حمام ایک کتاب کا بہی پرتہ نہین پڑتا بلکہ نصف کتاب سے متجاوز نہین ہوتا
یا تو حمام ایسے مختصر تہے کہ ایک دن کے لیئے ایک کتاب بلکہ نصف کتاب کافی ہوتی
تہی۔ یا کتابین اس قدر ضخیم تہین کہ ایک کتاب کا آدہا حصہ حمام کے لیئے سارے
دن ایندہن کا کام دیسکتا تہا۔

یہہ بہی مسلم ہی کہ اوس زمانہ مین کتابین چمڑیکے کاغذ پر لکہی جاتی تہین جو ایندہن کے
کام نہین دیسکتا تہا۔ اسلیئے کتابون کا اس کام کے لیئے استعمال کرنا اور بہی بیہودہ
معلوم ہوتا ہی۔ ڈریپر صاحب لکہتے ہین کہ "ہمکو یقین ہی کہ اسکندریہ کے حمام والے
جبتک کوئی اور شئے جلانے کے لیئے پاسکتے تہے انہون نے چمڑے کا کاغذ
(جسپر کتابین لکہی تہین) نہین جلایا ہوگا اور ان کتابون کا بہت بڑا حصہ چمڑے
ہی کے کاغذ کا بنا ہوا تہا۔"

اس قصہ کے گہڑنیوالون نے قصہ مسلمانون کے بدنام کرنیکے لیئے گڑہا لیکن اونکو خیال نہ

بتایا گیا کہ اونکی وجہ سے مسلمانون سے زیادہ عیسائی موجب الزام ٹھہرتے ہین عمرو بن العاص نے بقول مخالف اسقدر کیا کہ کتابین حمامون مین بھجوا دین - لیکن حمام والے جسقدر تھے عیسائی تھے وہ کتابون کو بچا سکتے تھے اور بچا لے او سکے اور اینڈہن سے کام لے سکتے تھے - عمرو بن العاص نے اسکے بعد اسکندریہ مین چھہ مہینہ تک قیام بھی نہین کیا تھا کہ اونکی بازپرس کا ڈر ہوتا -

اگرچہ یہہ سرسری اور عام فہم قیاسات قصہ مفروضہ کے ابطال کے لیئے کافی ہین لیکن زیادہ تدقیقات سے اور بھی اوسکی رہی سہی قلعی کہلجاتی ہے - اس واقعہ کو اگر ہم درایت کی نگاہ سے دیکہنا چاہین تو ہمکو ان امور پر لحاظ کرنا ہوگا - اسکندریہ پر کسطرح اور کن شرائط کے ساتہہ قبضہ کیا گیا؟ - اس حیثیت سے اور ممالک جو فتح ہوے تھے وہان کیا برتاؤ ہوا؟ اس قسم کے موقعون مین حضرت عمر کا عموماً طرز عمل کیا تھا؟ - عمرو بن العاص - کا ذاتی میلان اور مذاق طبیعت کیا تھا؟ -

اسکندریہ کے علمی خزانون کے آثار اسلام مین ملتے ہین یا نہین؟ - ان مین ہر سوال کا جواب اس بحث کا کم و بیش فیصلہ کرسکتا ہے -

یہہ امر تمام صحیح تاریخون سے ثابت ہے کہ اسکندریہ فتح ہونیکے بعد ذمیانہ عہد مین داخل ہوگیا یعنی وہان کی تمام رعایا ذمی قرار دی گئی - فتوح البلدان بلاذری مین جو نہایت قدیم تصنیف ہے اور جسکا مصنف تمام واقعات اپنی سند و روایت سے بیان کرتا ہے لکھا ہے -

ثم ان عمر فتحہا بالسیف وغنم ما فیہا واقرّ اہلہا ولم یقتل ولم یسب وجعلہم ذمۃ	یعنی عمرو نے اسکندریہ کو تلوار سے فتح کیا اور غنیمت لوٹی وہاں کے لوگوں کو باقی رکھا اور قتل و قید نہیں کیا اور لوگوں کو ذمی قرار

مصر وغیرہ کن شرائط کے ساتھ فتح ہوئے

یہی الفاظ ابن الاثیر و ابن خلدون وغیرہ میں بھی ہیں۔

ذمیون کے جو حقوق قرار دیے گئے تھے اون میں سب سے مقدم یہ تھا کہ اونکی جان مال۔ نقد۔ اسباب۔ مویشی۔ مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا جائیگا فارس و شام۔ کی فتوحات میں جو تحریری معاہدے ذمیون سے ہوئے وہ تمام تاریخون میں منقول ہیں اور سب میں اس حق کا خاص لحاظ رکہا گیا ہے۔ خود مصر کے معاہدے کے یہ الفاظ ہیں

ھذا ما اعطے عمرو بن العاصی اہل مصر من الامان علی انفسہم و دمہم واموالہم وکنائسہم وصاعہم ومدہم وعددہم	یعنی عمرو بن العاص نے اہل مصر کو اونکی جان۔ خون۔ مال۔ صاع۔ مد کو امان عطا کی۔

معجم البلدان میں ایک اور صحیح روایت سے نقل کیا ہے کہ معاہدے میں یہ الفاظ یا مضمون داخل تہا۔

وان لہم ارضہم واموالہم لایتعرضون فی شئی منہا یعنی اونکی زمین اور مال انہیں کا رہیگا اور اون میں سے کسی چیز میں تعرض نہ کیا جائیگا"

ذمیون کے ساتھ حضرت عمر کا عام برتاو

اہل ذمہ کے ساتھ حضرت عمر کا جو طرز عمل تہا اوسکی پوری تفصیل کا تو یہہ موقع نہیں ہے لیکن اجمالاً اسقدر کہنا ضرور ہے کہ انہوں نے ذمیون کی جان و مال کو ہمیشہ مسلمانوں کی جان و مال کے برابر سمجہا۔ شہر حیرۃ میں ایک مسلمان نے ایک ... ملا یا تہے

کر ڈالا تھا اوسکے بدلے مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور اس حکم کی علانیہ تعمیل کرائی مفلس ذمیون کے لیئے بیت المال سے روزینے مقرر کیئے۔ فارس و شام کی تمام فتوحات مین گرجے اور معبد محفوظ رکہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مرنے کے وقت جو وصیتین کین اونمین ایک یہہ تہی۔

واوصی الخلیفة من بعدی بذمة رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یوفی لهم بعهدهم وان یقاتل من ورائهم ولا یکلفوا فوق طاقتهم۔	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اوسکے لیئے مین رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہون کہ ذمیون کے معاہدون کو بجالائے اور اونکی حفاظت کے لیئے اونکے دشمنون سے لڑے اور اونکو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے

متعصب سے متعصب مصنفین اگرچہ حضرت عمر کی شدت او جبر و ستم کے شاکی ہین لیکن اس سے انکار نہین کرسکتے کہ جسوقت جو کچہہ اونکی زبان و قلم سے نکلا وہ اوسیطرح برتا بہی گیا متعصب سے متعصب مورخین عیسائی۔ اونکی تمام زندگی کا ایک واقعہ بہی نہ بتاسکے جس مین اونکا عمل قول کے مخالف تہا۔

جب یہہ مسلم ہی کہ اسکندریہ والے ذمی قرار دیئے گئے۔ اور ذمیون کے ساتہہ جو کچہہ حضرت عمر کا طرز عمل تہا وہ تفصیلاً معلوم ہی تو کیونکر ممکن ہی کہ اسکندریہ والونکی ایک بڑی یادگار (کتب خانہ) کو اس بیرحمی سے برباد کیا جاتا؟ کیا یہہ کتب خانہ مسلمانونکو بتخانون اور آتشکدون سے زیادہ ناگوار ہوسکتا تہا؟ تمام ممالک مفتوحہ مین جیسا کہ ہم بیان کرتا ہی لکہا ہی، اور آتشکدے قائم رکہے گئے اور اونکی حفاظت کے لیئے تمام فرامین

مین بہہ خاص الفاظ لکہے گئے۔

لا یہدم لہم بیعة ولا کنیسة ولا تسکن مساکنہم ولا خارجہا۔	یعنی کوئی گرجا اور عبادتگاہ ڈہایا نجائیگا۔ نہ شہر کے اندر اور نہ باہر۔

توکتبخانہ کی نسبت ایسا ظالمانہ برتاو کیونکر قیاس مین آسکتا ہی۔

سچ یہہ ہی کہ ابوالفرج کو (جو اس فرضی قصہ کا موجد ہی) جہوٹ بولنا بہی نہین آتا تہا وہ اگر اس واقعہ کو عین محاصرہ اور فتح کی حالت مین بیان کرتا تو قیاس مین آسکتا تہا کیونکہ حملہ و مقابلہ کا جوش کسی چیز کی پروا نہین کرتا۔ لیکن یہہ تسلیم کرکے کہ شہر کو امن دیدیا گیا اہل شہر ذمی قرار دیدیے گئے۔ حملہ اور معرکہ آرائی کا جوش تہم چکا اوسوقت ایسا ظالمانہ عمل۔ صرف ابوالفرج ہی کے قیاس مین جائز ہوسکتا ہی پروفیسر سدیو نے اسی بنا پر ابوالفرج کے بیان کو ناقابل اعتبار سمجہا ہی۔ وہ لکہتے ہین کہ "جب یہہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ فتح کے پہلے وہلہ مین شہر غارت نہین کیا گیا تو یہہ یقین کرنا مشکل ہی کہ ایسے وحشیانہ کام کا اوسوقت حکم دیا گیا ہو جبکہ فاتحین کا خون سرد ہوچکا تہا۔"

عمروبن العاص رض کی قابلیت اور مذاق کا خود ابوالفرج نے اعتراف کیا ہی۔ چنانچہ وہ یحیی نحوی کے تذکرہ مین لکہتا ہی۔

عمروبن العاص کا مذاق طبیعت

دخل علی عمرو وقد عرفت موضعہ من العلوم فاکرمہ عمرو وسمع من الفاظہ الفلسفیة اللتی لم تکن للعرب بہا	یعنی وہ (یحیی نحوی) عمرو کے پاس حاضر ہوا عمرو اوسکے علمی مرتبہ سے واقف ہوکر اوسکی عزت کی۔ عمرو نے اوس سے فلسفیانہ الفاظ سنے جس سے

السنة ماهاله وكان عمرو عاقلاً حسن الاستماع صحيح الفكر فلازمه وكان لايفارقه ۔

کبھی مانوس نہ تھے اس لیے وہ اوسپر مفتون ہو گیا اور عمرو عاقل خوش فہم صحیح الفکر شخص تھا اسلیے اوسنے یحییٰ نحوی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو جدا نہین کرتا تھا

اب خیال کرو کہ ایسا قابل اور علم دوست شخص جسنے باوجود مذہبی جوش کے ایک عیسائی عالم کو اپنا رفیق و ہمدم بنا لیا ہو۔ اسکے ساتھہ اوسکو علمی مباحث بلکہ فلسفہ کا چسکا پڑ چکا ہو وہ اس بیرحمی سے مدت تک کتبخانہ کو برباد کراتا جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہین کرسکتا ۔ مانا کہ وہ خود مختار نہ تھے لیکن حضرت عمر کو جو خط لکھا تھا اوسمین کتبخانہ کے لیئے سفارش تو کر سکتے تھے ۔ عمرو نے بہت سے کامون مین اکثر زور ڈالکر حضرت عمر سے اجازت حاصل کی تھی ۔ مصر و اسکندریہ پر لشکرکشی کے لیئے حضرت عمر کسیطرح راضی نہوتے تھے ۔ عمرو نے اونکو مجبور کیا اور ذمہ داری کی کہ اوسکا فتح کرنا کچھہ مشکل نہین ۔ اوس وقت حضرت عمر نے اجازت دی ۔ بلکہ علامہ بلاذری (جو نہایت مشہور اور مستند مؤرخ ہین) کی روایت کے موافق عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور مصر کو روانہ ہو گئے ۔ اور یہہ تو عموماً مسلم ہے کہ مصر و اسکندریہ کی فتح جس شرط پر ہوئی اور معاہدہ مین جو شرطین قلمبند ہوئین وہ بالکل عمرو نے اپنی راے سے لکھین ۔ حضرت عمر کو اونکی اطلاع البتہ دی اور انہون نے اوسکو منظور کر لیا ۔ کیا کتبخانہ کی نسبت عمرو بن العاص ایسا نہین کر سکتے تھے؟ ۔

اس سے زیادہ تعجب یہہ ہے کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فتح کے بعد دریا

خلافت مین جو خط بہیجا اوسمین ایک ایک چیز کی تفصیل کی ہی چنانچہ فتح کے ذکر کے بعد
لکہا ہی کہ اُس شہر مین چار ہزار حمام - چار ہزار قصر - چالیس ہزار خراجگزار - یہودی -
چار سو شاہی سیرگاہین - بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی - موجود ہین" لیکن ان
تفصیلون مین ہمکو اپنے دوست ابوالفرج کے فرضی کتبخانہ کا کہین پتہ نہین چلتا
تمام واقعات تاریخی پر غور کرنے سے حقیقت واقعہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اسکندریہ
مین جسقدر قدیم کتبخانہ تہے اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو گئے تہے
جسکے اسباب و اتفاقات مؤرخون نے بہ تفصیل لکہے ہین لیکن ان آفتون پر بہی علم
آثار بالکل معدوم نہین ہو گئے تہے - اور ایک ایسے شہر مین جو سیکڑون برس تک دار العلوم
رہ چکا تہا علمی یادگارون کا یکلخت معدوم ہو جانا ممکن بہی نہ تہا - چنانچہ زمانہ اسلام
سے کسی قدر پہلے اسکندریہ مین سات نہایت مشہور طبیب اور فلاسفر موجود تہے جنکے
یہہ نام ہین - اسطفن - جاسیوس - تادودسیوس - اکیلاؤس - انفیلاؤس -
فلادیوس - یحیی نحوی - ان سب مین یحیی نحوی نے زیادہ عمر پائی اور عمرو بن العاص
کے زمانہ تک زندہ رہا - اسکندریہ کے قدیم کتبخانے تو بہت پہلے برباد ہو چکے تہے
لیکن اخیر زمانہ مین جو علمی سرمایہ مہیا ہوا تہا وہ اسلام کی فتح کے وقت موجود تہا اور زمانہ
مابعد تک بہی باقی رہا چنانچہ دولت عباسیہ کے زمانہ مین جب علمی یادگارونکی تلاش ہوئی تو
اسکندریہ سے معتدبہ ذخیرہ ہاتہہ آیا - ہرون الرشید و مامون الرشید و متوکل باللہ
کے عمال جو شام فلسطین - ایشیاے کوچک سایپرس سے مین فلسفی اور طبی تصنیفات

ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسی غرض سے اسکندریہ بھی گئے تھے اور بہت سی کتابین
حاصل کین۔ حنین بن اسحق نے لکھا ہے کہ "جالینوس کی کتاب البرہان کی تلاش مین
مین جزیرہ و شام۔ فلسطین۔ مصر کے تمام شہرون مین پھرا یہانتک کہ اسکندریہ پہونچا
لیکن کتاب مذکور کا کہین پتہ نہ چلا۔ صرف دمشق مین اوسکے چند حصے وہ بھی بے ترتیب
ملے" حنین کو اگرچہ اس کتاب کے ملنے مین اس وجہ سے ناکامی ہوئی کہ قدیم
کتب خزانے اسلام سے پہلی ہی برباد ہو چکے تھے۔ لیکن زمانہ مابعد کی تصنیفات جو
ظہور اسلام تک محفوظ تھین قریباً کل ہاتھہ آئین۔ جن سات حکیمون کا اوپر ذکر ہوا اونکی
تمام تصنیفات محفوظ ملین اور عربی زبان مین اونکے ترجمے کیے گئے۔ یحیی نحوی کی
کتابون کے ساتھہ زیادہ اعتنا کیا گیا چنانچہ اوسکی جسقدر کتابین عربی زبان مین ترجمہ
کی گئین اون مین سے چند یہ ہین۔

یحیی نحوی کی تصنیفات۔

تفسیر کتاب قاطیغوریاس لارسطو۔ تفسیر کتاب انالوطیقا ے الاولی لارسطو۔ تفسیر کتاب
انالوطیقا ے الثانی لارسطو۔ تفسیر کتاب طوبیقا لارسطو۔ تفسیر کتاب السماع الطبیعی
لارسطو۔ تفسیر کتاب الکون والفساد لارسطو۔ تفسیر کتاب مابال لارسطو۔ تفسیر کتاب
الفرق لجالینوس۔ تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب النبض الصغیر لجالینوس
تفسیر کتاب اغلوقن لجالینوس۔ تفسیر کتاب الاسطقسات لجالینوس۔ تفسیر کتاب
القوی الطبیعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب التشریح الصغیر لجالینوس۔ تفسیر کتاب العلل
والاعراض لجالینوس۔ تفسیر کتاب تعرف علل الاعضا الباطنۃ لجالینوس۔ تفسیر

کتاب النبض الکبیر لجالینوس ۔ تفسیر کتاب الحمہا تفصیل کی ہی چنانچہ قفطی کے ذکر کے بعد
تفسیر کتاب ایام البحران لجالینوس ۔ تفسیر کتاب نبض ۔ چالیس ہزار خراجگذار ۔ یہودی ۔
تدبیر الاصحاء لجالینوس ۔ تفسیر کتاب المزاج لجالینوس "۴۰۰۰۰" ۔ لیکن ا
لجالینوس ۔ جوامع کتاب الفصد لجالینوس ۔ کتاب الرد علی برقلس ۔ کتاب فی ان
جسم متناه فقوته متناهیة ۔ کتاب الرد علی ارسطو ۔ کتاب الرد علی تقلوس ۔ شرح کتاب
ایساغوجی لفرفوریوس ۔ انکے سوا اور بہی کتابین ہین جنکی تفصیل طبقات الاطباء و
الفہرست لابن الندیم مین ملتی ہی اگر اسکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص کے زمانے
برباد ہوا ہوتا تو سب سے پہلے یحیی النحوی کی تصنیفات برباد ہونی چاہیئے تہین
عمرو بن العاص کا ہمعصر اور بقول ابو الفرج کے کتب خانہ مذکور کا مہتمم تہا ۔

غرض مصر و اسکندریہ وغیرہ مین اسلام کے زمانہ تک جو سرمایہ محفوظ رہ گیا تہا
ہرگز ضائع نہین ہونے پایا البتہ جو کچہہ اسلام سے پہلے تلف ہوچکا تہا اوسکو
دوبارہ پیدا نہین کرسکتا تہا ۔ ہمکو تاریخون سے اسبات کا بہی پتہ لگتا ہی کہ نہایت
قدیم زمانہ کی بہی کوئی چیز اگر زمانہ اسلام تک کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی تو وہ ہرگز
نہین ہونے پائی بلکہ زمانہ مابعد مین نہایت قدردانی کے ساتہہ یادگار کے طور
اوسکو محفوظ رکہا گیا ۔ ابن السندی نے جو مصر کا رہنے والا اور علم اصطرلاب کا بہی
ماہر تہا لکہا ہی کہ وزیر ابو القاسم علی بن احمد الجرجانی نے ۴۳۵ہجری مین قاہرہ کے
کتب خانہ کا جائزہ لیا اور قاضی ابو عبداللہ القضاعی و ابن خلف وراق کو حکم دیا کہ کتابون

بطلمیوس کے ہاتھ کا بنا ہوا کرہ ۔

کی فہرست تیار کرین اور جلدین جو خراب ہوگئی ہین اونکی مرمت کرائین ۔ مین بھی اون دونون بزرگون کے ساتھ اس غرض سے وہان گیا کہ اپنے مذاق کی کتابون کی سیر کرون چنانچہ صرف نجوم و ہندسہ و فلسفہ کے متعلق جو اجزا تھے اونکی تعداد چھ ہزار پانسو تھی ۔ یہین مین نے تانبے کا ایک کرہ دیکھا جو بطلمیوس کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا مین نے اوسکی قدامت کا اندازہ کرنا چاہا تو حساب سے ثابت ہوا کہ دو ہزار دو سو پچاس برس کی مدت کا ہے ۔ یہین مجھکو ایک اور کرہ ملا جو چاندی کا تھا اور جسکو ابو الحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لیئے بنایا تھا اوسکا وزن تین ہزار درم تھا اور تین ہزار دینار (پندرہ ہزار روپیے) کو خریدا گیا تھا"۔

اگرچہ ہمنے اس بحث کو مجتہدانہ اصول کے ساتھ طے کر دیا ہے اور اس وجہ سے ہمکو اسکی کچھ پروا نہین کہ یورپ کے مورخین ہمارے ہمزبان ہین یا نہین ۔ تاہم تقلید پسندون اور بالخصوص اون لوگون کی تسلی کے لیئے جنکو یورپ کے ساتھ نہایت حسن عقیدت ہے یہ کہہ دینا ضرور ہے کہ واقعہ مفروضہ کو ایک زمانہ مین تمام یورپ مین تسلیم کیا جاتا تھا لیکن جسقدر تاریخی تحقیقات کو ترقی ہوتی گئی اوسی نسبت سے اوسکی تصدیق کا زور گھٹتا گیا ۔ یہانتک کہ حال کے مصنفین مین زیادہ تر اونہی لوگون کی تعداد ہے جو اوسکو غلط اور مشکوک واقعہ قرار دیتے ہین ۔ آج تک اسقدر ہوا ہے اور امید ہے کہ وہ دن بھی آئے جب زیادہ غور اور تحقیق کے بعد تمام یورپ متفق ہوکر علانیہ کہدے کہ

مصرعہ ہمہ الزام اون کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ۔

ضمیمہ

تمہید

کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کا ذکر اثباتاً یا نفیاً اگرچہ یورپ کے اکثر مورخون نے کیا ہی لیکن جن مصنفون نے اسپر تفصیلی اور مستقل مضامین لکھے اور جو ہماری نگاہ سے گذرے صرف تین ہین ۔ مسٹر وایٹ ۔ پروفیسر ڈساسی پروفیسر کریل ۔ پروفیسر ڈساسی کے آرٹکل کا خلاصہ بلکہ قریباً پورا آرٹکل ہمارے مضمون مین نقل ہو چکا ہی ۔ باقی دو مصنفون کے مضمون کا بعینہ ترجمہ ہم شائع کرتے ہین جس سے متعدد فائدے حاصل ہو سکتے ہین ۔

ا ۔ جو یورپین مورخ اس واقعہ کی اثبات کے درپے ہین اون مین سب سے مدلل اور پُرزور تقریر مسٹر وایٹ کی خیال کیجاتی ہی چنانچہ مسٹر گرجاٹن نے اس واقعہ کے ثبوت مین بڑے دعوی سے اونھین کا حوالہ دیا ہی ۔ اس لیئے مسٹر وایٹ کے آرٹکل کے ترجمہ شائع کرنے سے یہ فائدہ ہی کہ ہمارے ناظرین اندازہ کر سکین کہ مسٹر موصوف

سے نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کیسی وہی اور دور از کار دلیلین پیش کی ہین۔ اس سے یہہ بھی ظاہر ہوگا کہ یہ واقعہ اسقدر بے اصل ہی کہ اوسکے ثابت کرنے مین بڑے بڑے مصنفین کو بالآخر عاجز اور درماندہ ہونا پڑتا ہی۔

۲۔ اسی کے مقابل پروفیسر کریل کے مضمون سے (جو اس واقعہ کے منکر ہین) ظاہر ہوگا کہ اس واقعہ کے نفی کے دلائل بمقابلہ ثبوت کے کسقدر قوی اور قابل اطمینان ہین۔

۳۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہی کہ یورپین مورخون کے طرز استدلال سے واقفیت ہوگی جس سے ظاہر ہوگا کہ اونکا طرز بحث ایسا ہی جس سے بہت سی فضول اور بیفائدہ نئی بحثین پیدا ہوجاتی ہین اور اصل بحث اکثر نا مختتم رہ جاتی ہی یعنی اونکا قطعی فیصلہ نہین ہوتا۔ چنانچہ یہ امر مسٹر وایٹ اور پروفیسر کریل دونون کی تحریر سے واضح ہی۔

اب ناظرین دونون مضمون نگارون کی تحریرون کو ملاحظہ فرمائین۔

مضمون

متعلق کتب خانۂ اسکندریہ بزبان جرمن

نوشتہ

وان لوڈف کریل *Van Ludaf Krell*

جسکو اونھون نے اجلاس چہارم اورنٹیل کانفرنس منعقدہ ستمبر ۱۸۷۸ع بمقام فلارنس پڑہا۔

مترجمہ

عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی اے۔ بی ایل۔ جیالوجسٹ۔ انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن۔

ہمیشہ سے اہل عرب کے ذمہ یہ شدید الزام لگایا گیا ہی کہ یہی تھے جنھون نے ۶۴۲ع مین اسکندریہ کو فتح کرنیکے وقت وہان کا عجائب خانہ اور اوسکے ملحق کتب خانہ کو جلایا۔ یہہ الزام عربون پر قائم کرنے والے خود مشہور عرب مورخین [1]

---

[1] اس جگہہ ہمارے لائق مضمون نگار نے عجیب غلطیان کی ہین۔ فرماتے ہین کہ یہہ الزام خود عرب مورخون نے

مثل عبد اللطیف ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہین ۔ یہہ مورخین اسقدر معتبر ہین اور اسلام کی کل تاریخ اور اسلام کی حالت ترقی کے بارہ مین اونکا بیان اسقدر معتبر ہی کہ اس خاص معاملہ مین اونکے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی جرأت نہین پڑتی ۔ اور جب اسکے ساتھہ ہی اسلام کی مخالفت پر جو اوسکو غیر مذاہب کے ساتھہ (خصوصًا اوائل مین) تھی غور کیا جاے تو اس واقعہ کے نہ یقین کرنیکی کوئی وجہ باقی نہین رہتی ۔ خود حاجی خلیفہ لکھتا ہی کہ "اوائل سنین اسلام مین مسلمان بجز علوم عربی متعلقہ زبان عربی و قرآن و احکام قرآنی اور طب کے کسی علم کو اپنے مذہب کیواسطے خالی از خطر نہین سمجھتے تھے ۔ اور اونکی اس علیحدگی کی وجہ ظاہرا یہہ معلوم ہوتی تہی کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو اسی ذریعہ سے کل بیرونی اور خطرناک اثرون سے محفوظ رکھنے کی امید رکھتے تھے ۔ اونکو یہہ خوف تہا کہ جسقدر زیادہ وہ اور علوم مین اپنے کو مشغول کرینگے اوسیقدر اونکے جدید مذہب مین فرق آئیگا" حاجی خلیفہ (جلد اول صفحہ ۷۰) صاف لکھتا ہی کہ "اونکو اپنے مذہب کا غلو اس قدر تھا کہ وہ کل کتابون کو جو عربی زبان مین نہین ہوتی تہین جلا دیتے تھے" ۔ یہہ بیان اسلام کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳ لگایا ہی" ۔ حالانکہ آگے چلکر خود تسلیم کیا ہی کہ قدیم مورخین عرب مین سے اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہین کیا ہی ۔ عبد اللطیف کو مشہور اور نامور مورخ بتاتے ہین اور اسی مضمون مین دوسرے موقع پر لکھا ہی کہ "عبد اللطیف کوئی مورخ نہ تہا" ۔ حاجی خلیفہ و مقریزی نے جس طرح اس واقعہ کو لکھا ہی اوسکو ہم اپنے مضمون مین لکھہ آئے ہین ناظرین اوس موقع کو ملاحظہ فرمائین ۱۲ ۔

شبلی ۔

تنگ خیالون کا کسیقدر متاخر کیون نہو (حاجی خلیفہ کا سن وفات سنہ ۱۰۶۷ ہجری) تاہم دیکہتے ہین کہ یہہ اوس زمانہ کی پست خیالی کی ایک سچی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہی اور اس پست خیالی کا باعث مذہبی تعصب ہی۔

جہان کہین عربون نے اپنی سرحد سے قدم باہر رکہا انہون نے غیر ملکون کے علوم کو علی الخصوص ہی علوم کو نیست ونابود کر دیا اور حکم قرآنی کے بموجب اشاعت دین محمدی کے فرض کو ادا کیا اور اوس مذہب کی اشاعت مین جو کچہہ موانع پیش آئے اون سبکو دور کیا اور جہانتک اونسے ممکن تہا نعمت اسلام کو تمام عالم کیواسطے عام کرنیکی کوشش کی حکم قرآنی کے بموجب یہہ مذہب اسواسطے دنیا مین نہین آیا کہ محض اقوام عرب ہی تک جو کہ بہترین اقوام عالم مین محدود رہے بلکہ اسواسطے آیا کہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہی ہو جاوے اور ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اوس مذہب کی اشاعت مین جہاد کرے اور کل اون اعتقادات کو جو کلمہ اسلام لا اله الا الله محمد رسول الله کے خلاف ہون نیست ونابود کر دینے کی کوشش کرے[1]

اگرچہ مذہب کی تعلیم تو یہی ہی جیسا کہ اوپر لکہا گیا لیکن عمل مین اسقدر سختی نہ تہی اور اور فتوحات شام ومصر وایران کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جزیہ کا دینا کفار کو موت اور غلامی سے نجات دیدیتا تہا۔ اور علی الخصوص یہود ونصاریٰ کے ساتہہ جو اہل کتاب مین سے تہے بہت زیادہ نرم برتاؤ ہوتا تہا۔

---

[1] افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب باوجود عربی دانی کے مسائل جہاد واشاعت اسلام کے متعلق ایسے غلط اور مہمل خیالات رکہتے ہین۔ ذالک مبلغہم من العلم۔

بتدریج ابتدائی جوش کم ہوگیا اور کچھہ تو اصلی میلان طبعی خلفا مذہبی کا مقتضا تھا ہوا
اور کچھہ اعلی درجہ کے خیالات کا اثر لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اوس کتابی سختی مذہبی اور اوسکے
عمل مین فرق ہونے لگا اور غیر مسلم مفتوحہ قومون کے ساتھہ برتاؤ مین رعایت ہونے
لگی - بالآخر یہ دستور العمل کل ممالک مفتوحہ مین جاری ہونے لگا - اور طریقہ سلوک اسپر
موقوف ہوگیا کہ کسی خاص سپہ سالار کو مفتوحہ اقوام کی نسبت خلیفہ کی طرف سے کس قسم
کی ہدایت ملی ہی - خود خلفا اسقدر مختلف المزاج ہونے لگے اور اونکے مختلف اوقات مین
مختلف اشخاص قسم کے پڑنے لگے کہ یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ عملاً قوم مفتوحہ کے ساتھ
بہت زیادہ سختی کیجاتی تھی - مثلاً خود خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے مزاجون مین کسقدر
فرق تھا - ابوبکرؓ مین رحم اور جوش تھا - برخلاف اسکے عمرؓ سے زیادہ سخت اور شدت
کے ساتھہ منصف اور راست باز شخص خیال کرنا مشکل ہی اور اونکو اسلام کی سلطنت عربی کا
بانی کہنا نہایت درست ہی - خود زمانہ رسالت مین کل اسلام کی لڑائیون مین جس مین
عمر موجود تھے بدر مین اور خیبر مین انہون نے اپنی جوانمردی اور سپہ سالاری کا
ثبوت علی رؤس الاشہاد دیا - اور جسوقت سنہ ۶۳۴ع مین ابوبکرؓ کے بعد اور اونکے خاص
انتخاب کی بنا پر وہ خلیفہ اسلام ہوے تو اونکا پہلا کام نجران کے نصارای اور خیبر
کے یہودیون کو نکالنا تھا - رسالتمآب نے اپنی وفات کے وقت یہ خواہش بیان
کی تھی کہ خود عربستان مین جو خاص مقام رسالت تھا سواے مذہب اسلام کے اور
کوئی مذہب نہ رہنے پاے - پس اس اخیر وصیت نبوی کا پورا کرنا اونکے خلیفہ کا

پہلا فرض تہا۔ لیکن ابوبکرؓ نے پولیٹکل وجوہات سے اس وصیت کے پورا کرنے کا
ارادہ نہین کیا۔ مگر عمرؓ نے اپنی خلافت مین پہلا کام یہی کیا اور یہود اور نصاریٰ
عرب کو اپنے اصلی وطن سے نکال باہر کیا۔

(اسلام قبول کرنے سے پہلے جس شدت سے عمرؓ مخالف دین اسلام تہے اور
خود رسالت مآب سے ساتہہ اونکو جسقدر دشمنی تہی (یہانتک کہ انہون نے ایک مرتبہ ارادہ
کرلیا تہا کہ رسالت مآب کو شہید کرڈالین) اوسیقدر مشرف باسلام ہونیکے بعد وہ شدت کے
ساتہہ طرفدار اور دوست اور حامی مذہب اسلام بن گئے۔ اور خود رسالت مآب عمرؓ
کے اس جوش اور فریفتگی کی قدر کرتے تہے۔ عمر کا یہہ جوش اسلامی اخیر تک قائم رہا
اور جس سختی کا وہ خود اپنے ساتہہ برتاؤ کرتے اور جسطرح ہر قسم کی لذات سے اپنے کو
محروم کرتے اوسی سختی کو وہ دوسرون کے ساتہہ بہی کام مین لاتے تہے۔ اونکے
احکام کی تعمیل حرف بحرف واجبات سے تہی اور جب خود اونسے کوئی امر خلاف حکم خدا
ہوتا تہا تو اپنے قصور کے قائل ہوتے تہے۔ اس مزاج کے آدمی سے ہم البتہ توقع
کرسکتے ہین کہ اوسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلادینے کا حکم دیا ہوگا۔ جسوقت
اونکے نزدیک محض دین محمدی ہی (جسکی اشاعت کو وہ اپنا فرض سمجہتے تہے اور
اور جس دین کو انہون نے نہایت سچائی سے قبول کیا تہا) ایک سچی چیز دنیا مین
تہی تو اونکا یہہ بہی فرض تہا کہ اس دین کے مخالف جتنے مذاہب تہے اونکے نیست و نابود
کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے۔ اور جسوقت ایک مجموعہ کتابون کا ایسا

موجود ہوجسمین دین اسلام کی کچھہ تعلیم ہو تو ایسے مجموعہ کے بنسبت ونابود کر دینے کو وہ لازم اور فرض خیال کرتے - پس کل واقعات تاریخی اسکی تائید کرتے ہین کہ ان مورخین عرب کا بیان درست ہو - لیکن اوسکے ساتھہ ہی یہہ بھی ہے کہ یہہ بیانات تاریخی جسوقت اونپر غور کیا جاوے نہایت مشکوک اور خلاف قیاس معلوم ہوتے ہین - اور اونپر ہرگز یقین نہین ہوسکتا -

اس واقعہ کا سب سے زیادہ تفصیلی بیان ابوالفرج کے مختصر الدول[1] صفحہ ۱۸۰ مین ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے یہہ سب سے زیادہ تفصیلی بیان اس واقعہ کا ہے اور اسمین بھی اون کتابون کا ذکر نہین ہے جو اسکندریہ کے کتب خانہ مین تھین بلکہ اون کتابونکا ذکر ہے جو خزانہ شاہی مین محفوظ تھین - اور میوزیم کے جلانے کا تو اطلاق اس بیان پر کسی طرح نہین ہوسکتا -

غور کرنا چاہیئے کہ یہہ بیان اوس شخص کا ہے جو خود ایک سُریانی نصرانی تھا اور جو سُریانی اور نصرانی دونون زبانون مین لکھتا تھا اور جسکا زمانہ تیرہوین صدی کا وسط ہے - یعنی یہہ شخص اس واقعہ سے قریب چھہ سو برس مابعد تھا -

لیکن عمرو بن العاص کے محاصرۂ دمیتہ و بالآخر فتح اسکندریہ کا بیان اور سُریانی تاریخون مین بھی (مثلاً بلاذری وغیرہ کے) موجود ہے اور ان تاریخون مین ہر ایک واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھہ لکھا گیا ہے مثلاً

---

[1] ہم اپنے مضمون مین چونکہ ابوالفرج کی پوری عبارت کا ترجمہ نقل کر چکے ہین اس لیئے اس جگہہ اوسکا دوبارہ نقل کرنا بیفائدہ تھا - ۱۲ شبلی النعمانی

اسکندریہ کی مردم شماری حماموں و باغوں کی تعداد اور انکی پوری کیفیتیں - مقدار جزیہ جو قبطیوں - نصارٰی اور یہود سے مقرر کیا گیا وغیرہ وغیرہ امور نہایت بسط کے ساتھ درج ہین - لیکن ان تاریخوں مین مطلقاً کتب خانہ جلانے کا ذکر نہین پایا جاتا

ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کا ان قدیم تاریخوں مین سے متروک ہونا نہایت عجیب امر ہی - کیونکہ فی الواقع اتنے بڑے کتب خانہ کے جلا دینے کو اگر عظیم الشان واقعہ نہ کہین تو کیا کہین - اگر مذہبی خیالات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو خلیفہ عمر کے ایسے حکم کی تعمیل کو ایک نہایت فخر اور مباہات کی بات سمجھنا چاہیے - اور نہ ایسے ایک واقعہ کا جسپر اسوقت کے مسلمان فخر کر سکین اور اوسکو ایک کار خیر سمجھین مطلقاً تاریخ مین متروک ہو جانا ایک حیرت انگیز بات ہے - غرض ابوالفرج کے بیان کو مورخین قدیم عرب کے بیان فتح اسکندریہ سے مطلقاً مطابقت نہین معلوم ہوتی -

محاصرۂ اسکندریہ چودہ مہینے تک رہا اور چونکہ سمندر کیطرف شہر بالکل کھلا ہوا تھا یونانی جہازون کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً فوج اور خورد و نوش کی اشیا برابر آیا کرتی تھین - یہہ بھی تاریخ مین صاف لکھا ہی کہ جو اشخاص متمول اسکندریہ مین تھے انہون نے اپنا مال و متاع ان جہازون کے ذریعہ سے شہر کے باہر بھیجدیا - اور ان مین سے بہت لوگ خود بھی نکل گئے - اور باقی ماندہ عربون کے متواتر اور متوالی حملون کی تاب نہ لاسکے اور بالآخر شہر عربون کے ہاتھہ مین آگیا -

شہر مین داخل ہوتے ہی عرب سپاہیون نے سخت غل مچایا اور سب نے متفق اللفظ

ہوکر یہہ درخواست کی کہ باشندے بحیثیت غلامی کے اور کل اونکا مال و متاع بحیثیت
غنیمت اون پر تقسیم کر دیا جاوے – لیکن عمرو بن عاص نے اونکی اس خواہش کو
روکا اور اس امر کا فیصلہ خلیفہ عمر پر چہوڑا – خلیفہ کا رجحان رعایت کی طرف ہوا اور حکم
دیا کہ علاوہ فی کس دو دینار ٹیکس کے اور محاصل زمین کے جو منقول مال سے ہو
شہر سے ایک ثلث خراج بہی لیا جاوے اور رسد پر اکتفا کی جاوے اور باشندون کی جان
و مال بالکل محفوظ رہین یہہ فیصلہ عمر کا بالکل حکم قرآنی کے موافق تہا – (دیکہو سورۃ التوبہ آیہ
۲۹) جس مین یہود اور نصاریٰ مفتوحین سے خراج لینے کے بعد اونکے کل حقوق ذاتی
و مذہبی آزادی قائم رکہنے کا حکم ہی – نہایت قرین قیاس ہی کہ عمر کا جو اسقدر سخت تہے
اس رعایت کو جائز رکہنے کا ایک باعث یہہ بہی تہا کہ چودہ مہینے کے محاصرہ کے بعد
شہر کا فتح ہونا ایک بہت بڑا باعث خوشی اور مسرت کا ہوا تہا –

قدیم مورخون نے اس واقعہ کو نہین لکہا –

جسوقت کہ قدیم مورخین کا بیان اسطرح پر ہی اور جو یقیناً مبنی ہی شہادت معاصرین
اور اون اشخاص کے جنہون نے ان واقعات کو بچشم خود دیکہا تہا تو اس بیان کی
ہمکو بہت زیادہ وقعت کرنی چاہیئے بہ نسبت اون مابعد کے بیانات کے جو اوس
اسقدر مختلف ہین کیونکہ قدیم مورخین کو جو روایات پہنچی تہین وہ بسبب قرب زمانہ کے زیادہ
صحیح تہین اور اون مین کسی قسم کی تحریف نہین آنے پائی تہی اور پرانی روایات کا اچہی
طرح پر قلمبند کرنا ایک خاصہ ہی قدیم مورخین اسلام کا –

یہہ نہین کہا جاسکتا کہ مورخین قدیم کا سکوت اس وجہ سے متعلق بیانات ما بعد نہین

ہوسکتا کہ شاید انہون نے کسی خاص غرض سے اور عمداً اتنے بڑے واقعہ کو چھوڑ دیا
ہو۔ کیونکہ اسطرحپر ترک واقعات کا کرنا بالکل شان مؤرخین عرب ہی نہین بلکہ شان کل
مؤرخین قدیم کے خلاف ہی۔

ان مؤرخین کے طرز تحریر پر اب ہم کسیقدر تفصیل سے غور کرینگے۔ انکے علم
تاریخ مین سب سے نیچے کی سیڑھی کچھ تو محض بڑے بڑے اور اہم واقعات ہم عصر کا قلمبند کرنا
تھا اور کچھ قومی شجرے تھے جنکو قدیم اقوام ابتدائی زمانہ ہی سے نہایت ضروری
اور باوقعت سمجھتے ہین۔ اس قسم کے شجرے اور اس قسم کے واقعات کی فہرستین خود
قدیم مورخون کا طرز تحریر
پٹیا پٹیا مین موجود ہین (مثلاً کتاب الاعداد مین ۳۳ ۱۔ ۴۹ ہیود کی فوج کے کل مقامات
جہان انہون نے دشت مین قیام کیا) اور فی الواقع یہی شجرے اور فہرستین جزو بنیاد
تاریخ کی ہین۔

یہی قدیم فہرستین واقعات کی وہ رشتہ خام ہین جنکو مؤرخین نے اپنی تاریخون مین بنا
ہی لیکن اوس مین کوئی تغیر نہین آیا ہی اور ہمیشہ تار و پود تاریخ مین علحدہ اور متمیز طور پر
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ پرانا مال ہی۔ دوسرے درجہ مین وہ زبانی روایات معاصرین ہین
جو پشتہا پشت سے زبانی چلی آئی ہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئی ہین۔ اگر ان روایات
کے راویون کے نامون کا ملنا کسی طرح بھی ممکن ہوا ہی تو انکو عرب مؤرخین قدیم نے
نہایت اہتمام کے ساتھہ درج کیا ہی۔ اور اگر یہہ سلسلۂ روایات پورا ہی اور اسمین
کی کوئی ایک کڑی بھی مفقود نہین ہوئی ہی تو پھر وہ روایت بالکل صحیح سمجھی جاتی ہی اگرچہ

اصل راوی اول جو ہمعصر تھا یا جسنے واقعہ کو بچشم خود دیکھا تھا اسی قدر غیر مستحکم کہین نقل
اس اصلی واقعہ پر غور کرنا یا اصل راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونیکی تحقیق مورخین عرب اکثر نہین
کرتے تھے - اگر سلسلۂ روایات مین کہین اونکو اختلاف نظر آگیا اور وہ اختلاف بیان
اول سے کسی قدر متبائن کیون نہو تو اوسکو بھی وہ بیان اول کے ساتھہ ہی ساتھہ نقل
کر دیتے ہین - اور کبھی یہہ نہین لکھتے کہ ان بیانات متباینہ مین کونسا بیان زیادہ وثوق
کے قابل یا زیادہ قرین الصحت ہی - اگر زیادہ تحقیق اونکا بہت ہی جوش مین آیا (اور ایسا
شاذ و نادر ہی) تو انہون نے ان بیانات کو لکھکر "واللہ اعلم" کا لفظ اوسکے بعد لکھہ دیا -
اگرچہ اس طریقۂ تحریر سے مورخین عرب کی وقعت من حیث المورخین والمحققین ہماری
نظرون مین کم ہو جاتی ہی لیکن اوسکے ساتھہ ہی اون روایات کی جنکو انہون نے
درج کیا ہی اور جن مین مطلقاً کسی قسم کا تصرف ہونے نہین پایا ہی من حیث الواقعات
بہت زیادہ وقعت ہو جاتی ہی - جن اقوال اور تحریرات کو انہون نے نقل کیا ہی اونکے
اصلی الفاظ تک مع تمام صرفی و نحوی غلطیون کے انہون نے قائم رکھنے کی کوشش
کی ہی - اونکی کتابین ایک ذخیرہ ہین کچے تاریخی مادہ کا جنکے جمع کرنے مین کسی قسم
کی قوت امتیازیہ صرف نہین کی گئی ہی فی الواقع یہہ ایک مواد ہی جس سے چھان
بین کرنے کے بعد ایک شخص باتمیز سچی اور درست تاریخ تیار کر سکتا ہی - جسکا نام
تاریخ لکھنا ہی وہ بالکل عربون مین پایا ہی نہین جاتا نہ فقط قدیم زمانہ مین بلکہ زمانۂ حال
مین بھی - مثلاً **المقری** کو دیکھو جسکا زمانہ سترہوین صدی کے ابتدا مین ہی -

یہہ شخص بالکل خشک واقعات کا لکہنے والا نہ تہا بلکہ اسنے اسپین کے مسلمانون
کی پولیٹکل اور علمی ترقی کو بہی لکہنے کی کوشش کی ہی اور فی الواقع اوسکی تاریخ ایک خزانہ
ہی بے انتہا مختلف قسم کے واقعات سوانح اور اطلاعات کا جنکے جمع کرنے مین بیحد
محنت صرف کی گئی ہی - لیکن مقری بہی محض مؤلف ہی یہہ بات اوسمین بہی نہین ہی کہ اپنے
ماخذون کی چہان بین کرے اور اون مین سے اپنے طور پر ایک تاریخ پیدا کرے -

پس اگر مورخین عرب کی نسبت اخیر زمانہ مین بہی مؤلفین کا لفظ استعمال کیا جاوے
تو یہہ لفظ مورخین متقدم کے اوپر بدرجہ اولی چسپان ہونا چاہیئے - اوائل اسلام مین
ایک بہت بڑا ذخیرہ اقوال اور روایات اور حکایات معاصرین کا موجود ہی جسکے جمع کرنے
مین بے انتہا محنت اور احتیاط صرف کی گئی ہی - خود زمانہ حیات حضرت رسالتماب
کے واسطے تو **مالک** کا مجموعہ اور صحیحین بخاری و مسلم موجود ہین اور اونکے بعد کے
واقعات اور فتوحات اسلام کیواسطے تاریخ **طبری** ہی جسکے مصنف نے سنہ ۹۲۲ع مین بغداد مین وفات
پائی یہہ تاریخ طبری ایک مجموعہ ہی مختلف روایات (بعض صورتون مین ایک دوسرے سے متبائن) اور اقوال متعاصر
کا مع اسما رواۃ جنسے یہہ مختلف روایتین منقول ہوئی ہین - اسکے بعد ابن اثیر نے اسی کو اپنا
ماخذ بنایا - اگرچہ اوسنے کسیقدر روایات مین انتخاب کیا ہی - ابن خلدون نے
(سنہ ۱۴۰۵ع) اس سے بہی زیادہ نقادی سے کام لیا اور محض اسی مواد کو اپنے طور پر اپنی تاریخ
مین شامل کیا اور ایسی روایات کو جو قرین قیاس نہین تہین خارج کردیا - ابن خلدون نے
البتہ درست اور فلسفوی طریق پر تاریخ لکہنے کی کوشش کی اور فن تاریخ کے متعلق

عام اصول کو اوسنے نہایت خوبی سے اپنے طویل دیباچہ مین شامل کیا اور نفس
کتاب مین محض واقعات تاریخی سے بحث کی ہی۔

اب ہم پھر اوس واقعۂ اسکندریہ پر واپس آتے ہین۔ خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو
بن عاص کا کتب خانۂ اسکندریہ کا جلانا ان پرانی تاریخون مین نہین ہی اور جہانتک
مجھے یاد ہی یہہ واقعہ سب سے پہلے عبداللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ سے پانسو برس بعد
لکہا گیا مذکور ہوا ہی۔ اسکے بعد اسکو مؤرخین عرب نے برابر تکرار کیا ہی[1] اور ابوالفرج نے
سب سے زیادہ تفصیل سے لکہا ہی۔ عبداللطیف کا بیان نہایت مختصر ہی (دیکھو ترجمہ
ڈساسی کا صفحہ ۱۸۲) وہ اون آثار باقیہ کا ذکر کرتا ہی جو اوسنے اسکندریہ مین دیکھے اور
جنکا اوسنے تہوڑا تہوڑا بیان دیا ہی۔ وہ الفاظ جو اوسنے کتب خانہ کے جلانے کے
بارہ مین لکھے ہین یہہ ہین۔ مین[2] خیال کرتا ہون کہ یہہ عمارت وہی مقام ہی جہان ارسطو
اور اوسکے بعد اوسکے تلامذہ درس دیا کرتے تھے اور یہی وہ مدرسہ ہی جسکو سکندر نے
شہر کی بنا ڈالتے وقت تعمیر کیا اور اسی عمارت مین وہ کتب خانہ تھا جسکو عمرو بن عاص نے
خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا۔

یہہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے کوئی خاص غرض نہین
پیدا ہوتی۔ یہ کسی خاص اصلی واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ ایک محض مشہور بات کا اعادہ

(حاشیہ: سب سے پہلے اس واقعہ کا ذکر عبداللطیف نے کیا)

[1] مؤرخین عرب نے تکرار تو کیا اس واقعہ کا ذکر تک نہین کیا ہی ایک مقریزی پر مؤرخین عرب کا لفظ صادق نہین آسکتا ۱۲ شبلی [2] عبداللطیف نے ہیرودی کا لفظ لکہا ہی اوسکا ترجمہ تو یہ نہین ہوسکتا جو پروفیسر صاحب نے کیا ۱۲ شبلی

کر دینا ہی جسکا اوس زمانہ کے سیاحون نے بار ہا لکھا ہی اور جن قبیل وہی قسم کے غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کے ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تہی - عبد اللطیف کوئی مورخ نہین ہی وہ محض ایک سیاح اور سفرنامہ لکہنے والا شخص ہی اور اوسکے سفرنامہ مصر مین جو کچہہ تاریخی بیانات کہین کہین آگئے ہین اونپر ہمکو زیادہ وثوق نہین کرنا چاہیے - علاوہ برین خود اوسکے بیان مین غلطیان ہین کیونکہ ارسطو کبہی اسکندریہ مین نہین آیا اور میوزیم کا بنانیوالا بہی سکندر نہ تہا بلکہ بطلیموس لاگی نے اوسکی تعمیر کی تہی - عبد اللطیف سے کہین زیادہ وقعت ابو الفرج کی تحریر کو ہی کیونکہ یہہ شخص فی الواقع عربون کے مقیاس کے مطابق ایک بہت بڑا اور زبردست مورخ ہی[1] - علاوہ ایک بہت جید سریانی دان ہونے کے اوسمین اور قسمونکی علمیت عقلمندی اور واقعات کے جانچنے اور انتخاب کرنیکی اعلیٰ درجہ کی قابلیت ہی - اوسکی کتابین فلسفہ و تفسیر و مذہب و فقہ و صرف و نحو پر موجود ہین اور کل ان علوم مین اوسکی تصنیفات محض ایک سرسری واقفیت والے کی تصنیفات نہین ہین بلکہ ایک بہت ہی عالم اور محقق شخص کی -

عبد اللطیف کا بیان تاریخی حیثیت سے نہین ہی -

اب ہمکو چاہیے کہ **ابو الفرج** (یعنی جارجیلس بار ہبر ایکس) کے حالات اور اوسکے سوانح اور زمانہ پر ذرا غور کرین - ابو الفرج ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تہا اور شہر ملیٹن مین ۱۲۲۶ع مین پیدا ہوا - اوسنے اپنی اوایل عمر ہی مین

[1] ابو الفرج کی سریانی تاریخ تو ہمنے نہین دیکہی لیکن اوسکی عربی مختصر الدول ہمارے پیش نظر ہی جو محض معمولی درجہ کی تصنیف ہی ۱۲ شبلی

ابوالفرج کے مختصر حالات زندگی

ایک بہت مفید دار العلوم یونانی - سریانی اور عربی زبانون مین پائی اور علاوہ انکے
عیسائی علم کلام تاریخ اور علم طب مین بہی استعداد حاصل کی - خود اوسکا باپ ترک
مذہب کرکے عیسائی ہوچکا تہا اسواسطے ابوالفرج نے اپنے سن شعور ہی سے عیسائی
مذہب کی تعلیم پائی - تحصیل علوم کے بعد سفرون اور سیاحتون کے ذریعہ سے اور
اوبہی اپنے علوم کو ترقی دی - اور بہت کم سنی ہی مین اوسکے ہموطن اوسکی بے انتہا
عزت کرنے لگے - چنانچہ اکیس سال کی عمر مین وہ مقام گوبا کا جو اوسکے مولد سے
قریب تہا بشپ مقرر ہوا - تہوڑے ہی دنون کے بعد وہ حلب کا بشپ ہوگیا اور
اسکے بعد ہی موصل کی قریب کی خانقاہ مین آیا اور وہان اوسنے مافریان کا درجہ پایا -
یہ درجہ یعقوبیون کے گرجے کا دوسرا درجہ ہی اور اوسکے اوپر پیٹریارک ہی کا درجہ باقی
رہ جاتا ہی - اس عہدہ مین ابوالفرج کی حکومت ایشیاے کوچک کے بہت بڑے
حصہ پر مشتمل تہی - مافریان کا عہدہ کل مشرقی عہدون مین بہت معزز اور باوقعت سمجہا
جاتا ہی اور اس خاص زمانہ مین تو ہلاکو کی چڑہائیون کی وجہ سے اوسکے متعلقہ خدمات کا انجام
دینا بہی ایک نہایت مشکل امر تہا - کیونکہ ابوالفرج کو کئی مرتبہ نصرانیون کی طرف سے اونکے
حقوق آزادی کے لیئے ہلاکو کے پاس سفارتاً جانیکی ضرورت پڑی تہی اور ان سفارتون
مین اپنی خوش تدبیری اور لیاقت کی بدولت اوسنے ہمیشہ پوری کامیابی حاصل کی -
کہا جاتا ہی کہ اوسکا طبیب ہونا بہی ان کامیابیون کا بہت بڑا باعث تہا - ہلاکو کو اوسپر
بے انتہا اعتقاد تہا اور اوسنے نہایت کشادہ پیشانی سے نصرانیون کی آزادی کا فرمان

لکہہ دیا۔ لیکن اصل یہہ ہی کہ ابوالفرج کی ذاتی وجاہت اوسکا علم اور علی الخصوص علم طب اوسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اوسکی وجہ سے مغلیہ عملداری کے نصرانیون کو بہی عزت حاصل ہوئی۔ لیکن باوجود اسقدر علم و فضل کے جسنے اوسکو اپنے معاصرین مین نہایت مشہور بنا رکہا تہا ابوالفرج کا بہی اپنے اوس زمانہ کے مہمل خیالات اور توہمات کی زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اوسکی صورت وفات سے ثابت ہی۔

کہا جاتا ہی کہ ابوالفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تہا۔ اوسکی پیدایش اوسکا لنشپ ہونا اور اوسکا مفریان ہونا یہہ سب واقعے عطارد اور زحل کے اقتران کے وقت وقوع مین آئے تہے اور اسواسطے اوسکا اعتقاد تہا کہ اوسکی وفات بہی انہین ستارونکے اقتران کے وقت واقع ہوگی۔ کیونکہ ان ستارون کے اثر کو وہ اپنی زندگی کے لیے خاص سمجہتا تہا۔ حسب اتفاق اس اقتران سے کچہہ دنون پہلے ابوالفرج کو سخت بخار آگیا۔ اوسنے علاج سے مطلقاً انکار کیا اور کہا کہ ان ستارون کا اقتران میری موت کی خبر دیتا ہی اور فی الواقع وہ مر بہی گیا۔ سن وفات اوسکا سنہ ۶۸۵ھ ہی۔

سب سے بڑی تاریخی تصنیف ابوالفرج کی اوسکی سریانی تاریخ کو سمجہنا چاہیئے۔ یہہ ایک کتاب ہی جسکو اوسنے بہت سی سریانی۔ عربی۔ فارسی اور یونانی کتابون سے نہایت تحقیق اور محنت کے ساتہہ لکہا ہی۔ اس بڑی کتاب کا جسمین دنیوی اور دینی تاریخین دونون جمع ہین اوسنے اپنے اخیر وقت مین ایک خلاصہ عربی مین لکہا جسکا نام تاریخ الدول ہی اور جسکو پوکوک نے سنہ ۱۶۶۳ع مین چہاپا۔ یہہ محض خلاصہ نہین ہی

یہ واقعہ ابوالفرج کی اصلی سریانی تاریخ مین نہین ہی۔

بلکہ اس مین بہت سی چیزین ایسی ہین جو اصل سُریانی مین نہین ہین - آیا یہہ مقامات بعد کے الحاق ہین یا خود ابوالفرج نے انکو بڑہایا ہی؟ بخوبی نہین معلوم ہوتا کیونکہ اس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین - یہہ واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا بہی صرف عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا -

اس واقعہ کے فقط عربی مین پایے جانے کی یہہ وجہ بیان کی گئی ہی کہ چونکہ عربی کو ابوالفرج نے خاص مسلمانون کی ضرورت سے لکہا تہا اسواسطے اوسنے عربی خلاصہ مین یہہ واقعہ بڑہا دیا کیونکہ اس واقعہ کا اثر مسلمانون پر بہت زیادہ پڑتا تہا - بہرحال اس واقعہ کا اصل سُریانی مین نہوتا نہایت عجیب امر ہی اور اوس سے زیادہ تعجب خیز یہہ امر ہی کہ یہہ واقعہ یُوٹیکیٹس اور المکین کی تاریخون مین نہین پایا جاتا یُوٹیکیٹس دسوین صدی مین خاص اسکندریہ مین پٹریارک تہا (اوسکی وفات کا سنہ ۹۴۰ء ہی) اور اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکہا ہی - اسمین شک نہین کہ چونکہ وہ خاص موقع واقعہ پر تہا اسواسطے اوسنے جن ذرایع سے اپنی تاریخ لکہی تہی وہ یقیناً متعدد اور قابل اعتبار ذرایع ہونگے - وہ خود ایک عالم آدمی تہا اور اوسکی نظر مین اتنے بڑے کتب خانہ کا تلف ہوجانا جسمین یقیناً بہت سی کتابین نصرانیون کے کام کی بہی موجود تہین ایک نہایت اہم اور افسوسناک واقعہ تہا اور اوسکو کوئی امر مانع نہین تہا کہ وہ مسلمانون کے اس کتب خانہ کو جلانے کا واقعہ تفصیل کے ساتہہ لکہتا -

المکین بہی (جسکا زمانہ تین سوسال بعد تہا) نصرانی تہا اور اوسنے اپنی تاریخ مصر

قدیم عیسائی مورخ [illegible] اس واقعہ کو [illegible]

مین لکھی۔ اوسنے بھی نہایت تفصیل سے اسکندریہ کی فتح کے واقعہ کو لکھا ہی لیکن
اوسنے بھی اس کتب خانہ کے جلانے کی بابت ایک لفظ تک نہین لکھا۔ یہ دونون
قدیم اور بلیعد کے مورخ مقام واقعہ سے بہ نسبت ابو الفرج کے قریب تر تھے۔ کیونکہ
ابو الفرج نے اپنی کتاب ایشیاے کوچک مین تصنیف کی اور قیاس بھی چاہتا ہی
کہ اوسنے اپنے واقعات کو رومیون کی کتابون سے لیا ہی جنھین اسلام کی تاریخ
بہت کچھ رنگی ہوئی ہی۔ مورخین رومی نے اپنے کو بالکل اسلام کا مخالف دکھایا
ہی اور وہ اسلام کو ایک نہایت عذاب کی نظر سے دیکھتے ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ
اونکا فائدہ اسی مین ہی کہ وہ اسلام کو جسقدر ممکن ہو وحشی حالت مین دکھاوین اور یہہ
بہت ہی قرین قیاس ہی کہ یہہ ساری کہانی کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کی
انہین مورخین رومی کی ایجاد ہی۔ یہہ بھی ممکن ہی کہ ابو الفرج نے ایک اور واقعہ کو جو
اوسکے بالکل مماثل ہی غلطی سے اسکندریہ کے بابت لکھدیا ہو۔ وہ واقعہ یہہ ہی
کہ جسوقت سعد بن وقاص نے خلیفہ عمر کے وقت مین ایران کو فتح کیا ہی تو بہت
سی فارسی کتابین اوسکے ہاتھہ لگین اور اوسنے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابین
کیا کیجاوین اوسوقت خلیفہ نے یہہ جواب دیا کہ اونکو یا تو آگ مین ڈالدیا جاوے
یا پانی مین۔

ابو الفرج کے بیان کی مبالغہ آمیزی۔

اگر ابو الفرج کے اس بیان پر ذرا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اوسمین نہایت
مبالغہ ہی۔ کہا جاتا ہی کہ چار ہزار حمام اس کتب خانہ کی کتابون سے چھہ مہینے تک گرم

ہوتے رہتے ہیں۔ یہہ تو بالکل قطب الدین کے اوس بیان کے مقابل مین رکہنے کے قابل ہی جو اوسنے ہلاکو کے وقت مین بغداد کے کتب خانہ کے نسبت لکہا ہی۔ ہلاکو نے حکم دیا تہا کہ کتابین دجلہ مین ڈال دی جاوین اور اونکے ڈال دینے سے ایک پل بنگیا جسپر سے سوار اور پیدل گذرتے رہے اور اون کتابون مین سے اسقدر روشنائی دہلی کہ دجلہ کا پانی بالکل سیاہ ہوگیا۔

نہ فقط ابوالفرج کے بیان مین مبالغہ ہی پایا جاتا ہی بلکہ اوسکا بیان اور دوسری معتبر شہادتون کے خلاف بہی معلوم ہوتا ہی۔ مثلاً عمرو نے جو خط خلیفہ عمر کو فتح اسکندریہ کے بارہ مین لکہا دیکہو (آرنلڈ کے منتخبات عربی صفحہ ۱۴۵۔ اور ایوالڈ کی تحریر جرمن اورنیٹل سوسیٹی کی روداد جلد ۳ صفحہ ۳۴۹) اوس مین یہہ عبارت ہی۔ مین نے شہر کو فتح کرلیا۔ اوسکی موجودات کی مین تشریح نہین کرسکتا لیکن اتنے بیان پر اکتفا کرتا ہون کہ اوس مین چار ہزار قصر ہین چار ہزار حمام چالیس ہزار خراجگزار یہودی چار سو تماشاہی سیرگاہین اور بارہ ہزار باغ جنکی ترکاری بکتی ہی۔ اسی خط مین یہہ بہی ہی کہ عربون نے شہر کو لوٹنا چاہا تہا لیکن عمرو نے اونکو اس سے باز رکہا اور خلیفہ سے ہدایت طلب کی۔ خلیفہ نے بہی اس ارادہ کو ناپسند کیا۔ کتب خانہ کے جلانیکا حکم ہرگز اس بیان کے ساتہہ مطابقت نہین رکہتا۔ عمرو نے اپنے خط مین بہت سے عجائبات اور قیمتی چیزون کا جو اسکندریہ مین موجود تہین ذکر کیا ہی اور ایسا شخص جسکو خود ابوالفرج نے علم دوست سپہ سالار کہا ہی اتنے بڑے ذخیرہ کتب سے بالکل سکوت کرے

عمرو بن العاص کے مفصل خط مین کتبخانہ کا ذکر نہین ہی

خیال مین نہین آتا۔

یہہ کہا جاسکتا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ کا حال کسی دوسرے خط مین خلیفہ کو لکہا ہوگا۔ لیکن عمرو اسکندریہ مین بہت تہوڑے دنون رہا اور اس قلیل زمانہ مین اتنی مہلت نہ تہی کہ اوسکو اوس دوسرے (مفروض) خط کا جواب خلیفہ کے پاس سے ملتا۔

پس یہہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا عربون کی فتح اسکندریہ کے وقت وہان کتب خانہ موجود تہا یا نہین؟ یہی سوال گبن نے بہی کیا ہی اور اوسنے بہی ابوالفرج کے بیان کو نہایت خلاف قیاس دیکہا ہی۔

کتب خانہ مذکورہ کی تاریخ۔

اب ہم مختصر سی کیفیت اس کتب خانہ کی بیان کرتے ہین۔ اس کتب خانہ کا بانی بطلمیوس* اول الملقب بہ لاگی (Ptolemaus I Lagi) جسنے ایک بہت بڑا گروہ علما کا اپنے گرد جمع کیا تہا اور اسکندریہ کو ایک بہت بڑا مرکز علوم بنا دیا تہا۔ لیکن اوسکے عہد سلطنت مین اس کتب خانہ کی محض بنا پڑی تہی اور اوسکے بیٹے بطلمیوس* ثانی فلاڈلفس (Ptolemaus II Philadelphus) نے جسکا زمانہ تیسری صدی قبل مسیح ہی اوسپر اضافہ کیا اور میوزیم کو بہی نئی رونق دی۔ اس زمانہ مین یہہ میوزیم شہرۂ آفاق اور مرجع و ماوی تمام مشہور علماے عالم کا ہوگیا تہا اور تمام اقصاے عالم سے طلاب علم فلسفہ وہان آتے تہے۔ حقیقت مین یہہ اوس زمانہ مین مشہور ترین مدارس قدیم مین سے تہا اور اوس مین کل علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تہی۔ اگرچہ اوسکے بعد کے زمانہ مین بہی کئی مشہور مدارس اور دار العلوم ہوے ہین مثلا دار العلوم نسیبس* و ایڈیسیا* (Nisibis, Edessa) جو یونانی اور سریانی علوم کے واسطے مشہور مرکز گنے جاتے تہے لیکن اونمین سے کوئی بہی کیا بلحاظ وظائف

اور کیا بلحاظ شہرت اساتذہ اور نام آوری اسکندریہ کے مدرسے کو نہین پہونچتا ہی۔ کتب خانہ بہی ایک جزو اس مدرسہ کا تہا اور دونون کی ترقی روز افزون ہوتی گئی۔ ان کتابون کی تعداد چار لاکہہ سے لیکر سات لاکہہ تک لکہی گہی ہی لیکن یہہ بیان مورخین متاخر کا ہی اور انہون نے کوئی قابل اطمینان حوالہ اس تعداد کی نسبت نہین دیا ہی۔ علاوہ اس کتب خانہ کے جو مدرسہ سے متعلق تہا اور بہی کئی کتب خانے اسکندریہ مین موجود تہے مثلاً معبد سارپس Sarpis کا کتب خانہ جسکا نام سیریم تہا اور جسکی بابت ٹرٹلین Turtullian کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ تیسری صدی مسیحی تک موجود تہا۔ اسکے سوا کتب خانہ سیباسٹیم Sebastium اور کئی چہوٹے کتبخانے بہی تہے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سات لاکہہ کی تعداد جو بیان کی گئی ہی وہ ان کل کتبخانون کی مجموعی تعداد ہی۔

لیکن جہانتک خیال کیا جاسکتا ہی یہ شدومد اسکندریہ کے کتب خانہ کا سَو برس سے زیادہ نہین رہا کیونکہ دوسری صدی قبل مسیح کے نصف دوم ہی مین یورجٹس ثانی Euerjetes II کے زمانہ مین علما اور ذی کمال لوگ اسکندریہ سے نکال دیئے گئے تہے اور اسکی وجہ سے مدرسہ مین بہی جو بالکل کتب خانہ کا ایک جزو تہا اور جسکی ساری عظمت ان علما سے تہی زوال آگیا تہا۔

خود یورجٹس ثانی Euerjetes II نے اپنی پہلی غلطیون پر متنبہ ہوکر اخیر مین علم کیطرف توجہ کی اور صاحب تصنیف ہوگیا یعنی ایک کتاب علم حیوانات پر لکہی اور

ہومر Homer کی نظم کو جمع کیا۔ اوسنے علما کو واپس بلانیکی کوشش کی لیکن کوئی
آنے پر راضی نہوا فقط ارسٹارک Aristarch جو ایک مشہور شخص اور اوستاد یورجٹیس کا
تھا اسکندریہ مین باقی رہ گیا اور علمی اشغال مین مصروف رہا۔ یورجٹیس ثانی سے جولیس سیزر
Julius Caasar تک جو سو برس کا زمانہ ہی تاریخون مین متعلق کوئی پتہ اس مدرسہ کا
نہین پایا جاتا ہی۔ جولیس سیزر کے زمانہ مین اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۴۸ قبل
مسیح مین میوزیم مین آگ لگ گئی تھی اور بہت بڑا حصہ کتابون کا اس آگ سے تلف
ہوگیا تھا۔ اسٹرابو Strabo نے جو اس واقعہ کے بتیس برس بعد یعنی سنہ ۱۶ قبل
مسیح مین اسکندریہ گیا ہی وہان کی کل چیزون کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہی
لیکن اوسنے کتب خانہ کا ذکر تک نہین کیا ہی۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اون نقصانات
کی جو آگ کے سبب سے کتب خانہ مین واقع ہوگئے تھے اوسوقت تک بخوبی
تلافی نہین ہوئی تھی لیکن اس تلافی کا آگے چلکر ہوجانا اس سے ثابت ہی کہ سیوٹن
Suetin اپنی کتاب سوانح ڈیاکلیشین Diocletian مین لکھتا ہی کہ اس بادشاہ نے
اطالیہ کے کتب خانہ کی ضایع شدہ کتابونکی تجدید بذریعہ نقول کتب خانہ اسکندریہ
سے کرلی تھی۔ رومی شاہنشاہون کے وقت مین سنین ترقی و سنین تنزل یکے بعد دیگرے
کے بعد آتے گئے۔ کاراکلا Carucella نے جو تباہی اسکندریہ پر ڈہائی تھی اوسکی
تلافی الکزنڈر سیویرس Sen·ris نے کی اور مدرسہ کو از سر نو چمکایا اور سویڈاس
Suidas کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۳۹۰ع تک بھی میوزیم موجود تھا

لیکن سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی مین پڑا ہوا ہی —
یہہ تو معلوم ہی کہ سراپیس کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تہا ۳۸۹ عہ مین
تہیوڈوسیس اعظم Theodosius the Great کے وقت مین ایک نصرانی گرجا بنا
دیا گیا تہا — آیا اس تبدیل کے وقت تک وہ کتب خانہ وہان موجود تہا یا ضایع
ہوگیا تہا — یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تہین مطلق معلوم نہین ہوتا —
یہہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ تر قرین قیاس ہی کیونکہ تہیوڈوسیس
ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین قسطنطنیہ مین قائم کیا وہ زیادہ تر مصر
اور ایشیاے کوچک کی کتابون سے بنا ہوا تہا —
جب کل واقعات متعلقۂ تاریخ کتب خانۂ اسکندریہ پر غور کیا جاوے تو یہی
نتیجہ نکلتا ہی کہ جس وقت عربون نے اسکندریہ کو فتح کیا ہی اوس وقت اس مشہور
و معروف کتب خانہ کا جسکی شہرت اسقدر قدیم زمانہ مین تہی اور جسنے اوس زمانہ
کی اشاعت علوم مین اسقدر مدد دی تہی کوئی حصہ باقی نہ تہا اور اگر تہا بہی تو بہت
ہی تہوڑا حصہ تہا — اقوام اور امم کی ترقی مین وہ قوت جاذبہ جو ہر چیز کو مرکز کیطرف
کہینچتی ہی اور ساری ترقیون کو کسی ایک مرکز پر جمع کردیتی ہی اور قوم کے دور
افتادہ اجزا کو بہت ہی ضعیف طور پر مرکز سے ملاتی ہی اور زوال قوم مین تعجیل پیدا
کرنے کا ایک بہت بڑا سبب بنجاتی ہی اس خاص موقع پر مصر و ایشیا مین بہی
موجود تہی — یہہ نہایت قرین قیاس ہی کہ مصر کا دور سے دور کا حصہ بہی اس

مرکز علوم اس دارالسلطنت کو اپنا علمی خراج بھیجنے پر مجبور رہتا - اور یہی بعلبکی ان
افطار دور و دراز کی تھی جسنے اسلام کی حیرت انگیز اور عالمگیر فتوحات کو (جو
ہر ایک خوانندہ تاریخ کے واسطے ایک پرعبرت اور تعجب خیز واقعہ ہی) ممکن
کر دیا تھا - پیروان دین محمدی نے بلاشک بہت سی باقیات صالحات زمانہ
قدیم کو نیست و نابود کر دیا لیکن اس مین بھی شک نہین کہ میری راے مین
یہہ الزام اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانے کا ان پر لگانا بالکل جھوٹ و افترا ہی

ترجمہ مضمون پروفیسر واٹ
سن کو

اونہون نے اپنی کتاب تاریخ مصر مین درج کیا ہی

عربی مین ایک مثل ہی کہ الحدیث ذو شجون - ایک ایسی تصنیف مین جسکا
موضوع تفریح طبع ہو جسقدر چاہین دور از مطلب مضامین کا ذکر کر سکتے ہین زیادہ
سنجیدہ مضامین کی کتابون یا زیادہ باقاعدہ قسم کی تصنیفات مین سے بھی دور از
مطلب مضامین کا بیان کرنا بالکلیہ خارج نہین کیا جا سکتا بشرطیکہ ایسے بیانات سے
مصنف کی راے کی تشریح و تائید زیادہ ترعمدگی سے ہو سکتی ہو یعنی بشرطیکہ وہ
اس پیچ و پیچ راستے پڑھنے والے کو مقصد اصلی و غایت تحقیق تک پہونچا دے
کہ اوسکو خبر تک نہو -

اسی قسم کے تاریخی سلسلہ بیانات ہین جو ابو الفرج ہمیشہ اپنی ایک تاریخ مین جا بجا بطور شاخ در شاخ مضامین کے بیان کیا کرتا ہی فیلو پونس نے جو ناکام کوشش کتب خانۂ اسکندریہ کے بچانے کی کی تہی اور جسکا ذکر اس مصنف کے سوا کسی نے نہین کیا اوسکا حال ہمکو صرف اسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ اس مصنف نے بعض واقعات کو ضمنی طور پر بیان کرنیکا طریق اختیار کیا تہا اس عیسائی فلاسفر نے عمرو بن العاص سے جسکو (حضرت) عمر نے سپہ سالار فوج مقرر کیا تہا جو درخواست کی تہی اوسکو اس عربی مورخ نے اسطرح تحریر کیا ہی[1]۔

مسٹر گبن لکہتا ہی کہ حضرت عمر کی کورانہ اطاعت کے ساتہہ تعمیل کی گئی۔ کاغذ یا چمڑے کی کتابین چار ہزار حماموں مین تقسیم کی گئین اور وہ کتابین اسقدر ناقابل یقین کثرت سے تہین کہ اس بیشبہا ایندہن کے جلانے کے لیے چہہ مہینے مشکل سے کافی ہوے۔ جب سے ابو الفرج کی تاریخ زبان لاطینی مین دنیا مین شائع ہوئی ہی یہہ قصہ بار بار منقول ہوا ہی۔ اور ہر مصنف نے زمانۂ قدیم کی تصنیفات علوم و فنون کی بربادی پر جسکی کبہی تلافی نہو گی نہایت تنگدلی سے غصہ و ماتم کیا ہی۔ لیکن میرا ذاتی میلان استحکام کے ساتہہ اسطرف ہی کہ واقعہ مذکورۂ بالا اور اوسکے نتائج دونون سے انکار کیا جاوے یہہ واقعہ حقیقت مین ایک اعجوبہ ہی۔ مورخ مذکور خود لکہتا ہی کہ "فاسمع ماجری واعجب"۔

---

[1] اس عبارت کا لعینہ ترجمہ ہم اپنے مضمون مین نقل کر چکے ہین اس لیے یہان اوسکا مکرر نقل کرنا بیفایدہ تہا۔ ۱۲ شبلی نعمانی

پھر آگے چلکر مسٹر گبن اس فقرہ پر ایک حاشیہ چڑہا کر لکھتے ہین کہ "یوٹیکس کی تاریخ اور المیسن کی تاریخ عرب مین اس قصہ کا پتہ لگانا عبث ہی - ابو الفدا و مرتدی (؟) و دیگر گروہ اہل اسلام کا سکوت چندان مفید قطعیت نہین ہی کیونکہ وہ عیسائیون کے لٹریچر سے جاہل تھے"۔

لیکن سب سے پہلے یہ دیکھنا ہی کہ آیا خود ابو الفرج کا بیان بھی مسٹر گبن نے صحیح صحیح نقل کیا ہی - یقیناً مورخ مذکور کے الفاظ سے یہہ نتیجہ نکالنا واجب ہی کہ یہہ کتابین شہر کے تمام چار ہزار حمامون مین جلانے کے لیئے تقسیم کی گئی تھین - یہہ کتابین خواہ کتنی ہی حمامون مین تقسیم ہوئی ہون ہر صورت مین ابو الفرج کی تحریر اور وہ معنی جو میری رائے مین اوس سے مفہوم ہوتے ہین بجا ہین وہ یہ نہین لکھتا کہ چھہ مہینے جلنے کے لیئے بمشکل ناکافی تھے - ایسا لکھنا اصل بیان کو غلط سمجھکر اوسپر غلط حاشیہ چڑہانا ہی - عربی مورخ - ابو الفرج کوئی بیان اس قسم کا نہین کرتا وہ صرف یہہ واقعہ بیان کرتا ہی کہ نصف سال مین کل کتابین جل چکی تھین لیکن وہ اس امر کی تصریح نہین کرتا کہ کسقدر حمامون کے ذریعہ سے اون کتابونکی بربادی عمل مین آئی - اسلیئے کتابون کی ناقابل یقین کثرت تو یک لخت جاتی رہی - اس تمام عرصہ مین جبکہ یہہ مانند قدیم کی یادگار بیشبہا کتابین بتدریج جلتی تھین کوئی خیال افسوس یا پشیمانی کا فاتحون کے دل مین پیدا نہوا نہ کوئی اس قسم کی خواہش پیدا ہوئی کہ اس گرانمایہ کتب خانہ کی باقیماندہ خزانون کو اب بھی تباہی و بربادی سے بچا لیا جائے - اس صورت مین ابو الفرج کا یہہ کہنا

بجا ہی کہ "فاسمع واعجب" ان جنگلیون کے بیرحم غضب اور وحشیانہ جہالت کو سنو اور تعجب کرو۔

ثانیاً اگر ہم مسٹر گبن کی یہہ بات تسلیم کرلین کہ اس عام واقعہ کی نسبت صرف ابو الفرج ہی کی شہادت ہی تو بہی اوسکی واقعیت کی نسبت مجہکو کوئی معقول شبہہ کرنیکی وجہ معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ بطریق تنزل مین اس سے زیادہ تسلیم کرونگا۔ مین اسبات کو بہی مان لونگا کہ ابو الفرج نے سریانی تاریخ مین اس واقعہ کا بیان نہین کیا۔ حالانکہ جس زمانہ مین وہ واقعہ وقوع مین آیا اوس زمانہ کا اوسنے عام طور پر ذکر بہی کیا ہی۔

ان دونون عام تاریخون کی کیفیت جن مین سے ایک زبان عربی مین لکہی گئی ہی اور دوسری سریانی مین بذریعہ دو کتابون کے جن کی حال مین اشاعت ہوئی ہی بخوبی بیان کی جا سکتی ہی۔

کچہہ عرصہ گذرا ایک کتاب شایع ہوئی تہی۔ بلحاظ اس امر کے کہ اوس کتاب مین واقعات کا نہایت سلیقہ سے انتخاب کیا ہی اور اونکو عمدگی سے ترتیب دی ہی اور اون واقعات کے ثبوت مین شواہد بیان کیئے ہین اور اس امر کی تحقیق مین کہ اونمین باہم ایک دوسرے کے ساتہہ کیا مناسبت ہی نہایت فراست ظاہر کی ہی اور تمام نتائج قواعد منطق کی سخت پابندی کے ساتہہ نکالے ہین اور اونکو دلپذیر فصاحت سے بیان کیا ہی وہ کتاب نہ صرف اہل برطانیہ کی تعریف و شکریہ کی مستحق ہی بلکہ ہر شخص کی جو صداقت اور انصاف اور انسانیت کو دوست رکہتا ہی اوسکا شکریہ اور تعریف اوسپر واجب ہی

یہہ عالمانہ تصنیف تاریخ سیاست ملک برطانیہ کلاں و فرانس ہی جو میرے فاضل دوست
مسٹر ہربرٹ ٹارسٹنس نے جرمنی و انگریزی زبان مین لکھی ہی - انگریزی
ایڈیشن کی نسبت مصنف مذکور یون لکھتا ہی کہ اس کتاب کو جواب اہل برطانیہ کے روبرو
پیش کی جاتی ہی ایک معنی مین ترجمہ کہہ سکتے ہین کیونکہ یہہ کتاب ابتدا زبان جرمنی مین لکھی
گئی تہی - لیکن جبکہ مصنف نے خود اس کتاب کو لکہا ہی اسلیئے اسکو اصل کتاب
کہلانے کا بہی اوتنا ہی حق ہی - درحقیقت یہہ کتاب لفظی ترجمہ نہین ہی بلکہ اوسی ایک
مضمون کو دوسری زبان مین تحریر کیا ہی اور اونہی اصلی سندون سے اوسکا ثبوت دیا ہی
مختلف مقامات مین نئے امور بہی اضافہ کیئے گئے ہین اور اونکی ترتیب مین چند
تبدیلیان کی گئی ہین علاوہ ازین جرمن مصنفون کے حوالے اور بعض فقرات جو اس ملک
کے پڑہنے والون کے لیئے ناقابل فہم تو نہین مگر غیر دلچسپ تو ضرور ہوتے ترک
کر دیئے گئے ہین -

اس بیان سے کسی قدر اوس امر کی تشریح ضرور ہو جائیگی جو مین ابو الفرج کی دو
عام تاریخون کی نسبت جنمین سے ایک زبان سریانی مین ہی اور دوسری زبان عربی
مین کہنا چاہتا ہون - ان دونون تاریخون مین عام طور پر ایک ہی مضمون بیان کیا
گیا ہی لیکن جیسا مصنف نے اپنی دانست مین اوس قسم کے پڑہنے والون کے لیئے
جنکے لیئے اوسنے یہ کتاب لکھی کسی امر کو نہایت دلچسپ سمجھا اوسکے لحاظ سے کہین کہین
کچھہ امور اضافہ کیئے گئے ہین اور کہین کہین فروگذاشت بہی ہوئی ہی - مثلاً متعدد واقعات

محاصرہ و فتح عکہ اور مختلف پیغامات جو رچرڈ شیردل اور اوسکے فیاض حریف صلاح الدین
کے درمیان آئے گئے وہ شام کی تاریخ مین زیادہ تفصیل سے بیان کیے گئے
ہین۔ لیکن عربی تاریخ مین اونسے بالکل سکوت کیا گیا ہی۔ برخلاف اس کے
فلوپونس کا درخواست کرنا اور کتب خانہ اسکندریہ کا جلایا جانا عربی تاریخ مین بیان
کیا گیا ہی۔ اور تاریخ شام مین اوسکا ذکر ترک کیا گیا ہی۔ اس قسم کی مثالین بیشمار ہین
اور ہر ایک شخص اسکا خود فیصلہ کر سکتا ہی۔ کیونکہ دونون تاریخین اصلی زبان مین مع
لاطینی ترجمہ کے پبلک کے روبرو موجود ہین۔

مجھے توقع ہی کہ اب آیندہ مسٹر گبن کا یہہ اعتراض کبھی نہ سنا جائیگا کہ جبکہ ایکطرف صرف
ایک اجنبی شخص کی تحریر ہی جسنے چھٹی صدی کے اخیر مین ملک میڈیا کے حدود مین
بیٹھکر کتاب لکھی اور دوسری طرف ایسے دو قدیم مورخون کا سکوت ہی جو دونون عیسائی
اور خاص مصر کے رہنے والے تھے اور انھین سے بطریق یوٹیکیس نے جو زیادہ تر
قدیم ہی واقعات فتح اسکندریہ کو تفصیل سے بیان کیا ہی۔ اسلیے اون دونون مورخون کا ہی
پلہ بھاری رہتا ہی۔ جب خود ابوالفرج نے اپنی شام کی عام تاریخ مین عمرو کی سوانح عمری
بیان کی اور فتح اسکندریہ کا ذکر کیا اور باوجود اسکے کتب خانے کے جلائے جانے کا
ذکر نہین کیا بلکہ فلوپونس کا نام تک نہین لیا تو دوسرے دو مورخ بھی ایسا ہی کیون
نہین کر سکتے تھے؟ اس امام مشرق کا جو علمی اور مذہبی پایہ ہی اور اوسکی سنجیدگی و تقدس
کی دو صفتون کی نسبت مسلمانون اور عیسائیون نے جو کچھہ متفق الرای ہوکر لکھا ہی

اوسکے لحاظ سے سیر سی رائے مین اگر وہ اپنی شہادت مین تنہا بھی ہو تب بھی اوسکی شہادت
مسٹر گبن کی حقیر خردہ گیری کی نسبت بہت زیادہ وزن رکھتی ہی۔

لیکن ہم مسٹر گبن کی سفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت
پیش کرنے کی جرأت کرینگے یہہ دونون مورخ ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند
ہونیکی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جاسکتا۔ اور وہ دونون مذہب اسلام کے نہایت سرگرم
معتقدین مین میری مراد مقریزی اور عبد اللطیف سے ہی جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے
جلانے کا ذکر کرنے مین ہی متفق الرائے نہین ہین بلکہ ہمکو ٹھیک ٹھیک اوس مقام کا
نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تھا۔ کیونکہ مینارون کا ذکر کرنے کے
بعد جنکو عموماً پامپی کے مینار کہتے ہین اور بعض قدیم عمارات کے کھنڈرات کا حال
لکھکر وہ یہہ لکھتے ہین کہ اس مقام پر وہ کتب خانہ تھا جو عمرو بن العاص نے
خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا تھا۔ اسلیئے مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ عمرو بن العاص کا
کتب خانہ کو جلانا یا ٹھیک یون کہنا چاہیئے کہ برباد کرنا اور اوسکا اصل مقام ایسے
طور پر محقق ہی کہ اوس مین کوئی نزاع نہین ہوسکتی ؞

تمت

۷۲۷۰